ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

۷	شعبان ۱۴۳۲ھ	جولائی ۲۰۱۱ء

متاعِ گم شدہ

اس سرزمیں سے مہر و وفا کون لے گیا
اوجِ کمال و بختِ رسا کون لے گیا

زلفِ بہار دوشِ خزاں پر بکھر گئی
سرو و سمن کی آب و ہوا کون لے گیا

غنچے خموش، پھول پریشاں، فضا اُداس
لطفِ خرامِ بادِ صبا کون لے گیا

آنکھوں کو پاسِ شرعِ پیمبر نہیں رہا
چہروں سے آب و تابِ حیا کون لے گیا

نقش و نگارِ چہرۂ اسلاف مٹ گئے
وہ استوار عہدِ وفا کون لے گیا

انصاف بک رہا ہے زر و سیم کے عوض
ان حاکموں سے خوفِ خدا کون لے گیا

اندوہ گیں ہے انجمنِ نوبہارِ شعر
شورش مرے سخن کی ادا کون لے گیا

(شورش کاشمیریؒ)

- افغانستان سے واپسی کا امریکی اعلان اور پاکستان کا مستقبل؟
- قادیانی دجل کی تازہ ترین مثال
- مجلس احرار اسلام کے مرکزی انتخابات اور ہماری ذمہ داریاں
- بشیر بلور کی ہرزہ سرائی
- قومی اسمبلی کی ۱۹۷۴ء کی کارروائی قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا
- قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے والے راجہ نعمان سے گفتگو

اخبار الاحرار

ذائقہ اور صحت

قوانین علاج بالغذاء کے عین مطابق

سب کیلئے

اعصابی اور دماغی قوت کیلئے

اصلی سفوف

مقوی جسم

ab اضافی خوبیوں کے ساتھ

خالص قدرتی اجزاء سے تیار کردہ

مکمل دماغی و جسمانی ٹانک

TRADE MARK
SABIR MULTAN
BRAIN
Liver Heart
Al-Sabir
PHARMACY

چھوٹا جار 750 روپے

بڑا جار 1400 روپے

بھوک بڑھاتا اور غذاء کو ہضم کرکے جزو بدن بناتا ہے

جسم میں توانائی اور قوتِ مدافعت بڑھا کر امراض سے محفوظ رکھتا ہے

قد کو بڑھاتا اور بچوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے

دانتوں، ہڈیوں خصوصاً ریڑھ کی ہڈی کو طاقت دیتا اور دائمی کمر درد کو ختم کرتا ہے

کمزور دبلے پتلے لوگوں کو صحت مند بناتا ہے اور جاذبِ نظر بناتا ہے

دماغ کو قوی اور اعصاب کو مضبوط کرتا ہے

حافظہ اور نظر کو تیز کرتا ہے

خواتین کے لئے انتہائی مفید ہے

چہرہ کو پُرکشش اور بارونق بناتا ہے

خوبصورت اور سیل شدہ پیکنگ شوگر فری میں بھی دستیاب ہے

یہ ٹانک ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک ہے، اس میں اسٹیرائیڈز نشہ آور ادویات بالکل نہیں ہیں

فری ہوم ڈلیوری کے لئے ابھی رابطہ کریں

0333.6387190
0334.6026322
0331.7100875

سیل پوائنٹس

مطب صدیقی

برانچ 1: ملتان کمرشل سنٹر نزد کوکا کولا فیکٹری وہاڑی روڈ ملتان

برانچ 2: جامع مسجد بیری والی گلی 1 ریلوے روڈ چوک شہیداں ملتان

رابطہ خواتین: 061-4017357

A Product Of Al-Sabir Shifa Foundation Multan-Pakistan· Reg No: Rm/19

E mail- alsabirpharmacy@yahoo.com _ alsabir.foundation@yahoo.com

توجہ فرمائیں!

چند مفاد پرست افراد ہمارے فلاحی ادارہ "الصّابر شفاء فاؤنڈیشن" کے کامیاب ترین ٹانک "سفوف مقوی جسم" کی ہمارے ادارے ہی کے نام نقل تیار کرکے "مقوی جسم" کے نام سے فروخت کر رہے ہیں۔ اس طرح ایک تو وہ غیر معیاری دواء کی صورت میں ادارے کو بدنام کرنے کی کوشش کے ساتھ عوام کی لاعلمی سے فائدہ اُٹھا کر انہیں دھوکا دے رہے ہیں، لہٰذا عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ یہ ٹانک بنام "سفوف مقوی جسم" اور "اَلصَّابر فارمیسی" کا "ٹریڈ مارک" دیکھ کر خریدیں بصورتِ دیگر جعلی دواء سے کسی نقصان کا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

منجانب ماہر علاج بالغذاء حافظ محمد اسماعیل صدیقی ریسرچ ڈائریکٹر آف اَلصَّابر فارمیسی (رجسٹرڈ) پاکستان

061-4511776
0300-6387190

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 22 شمارہ 7 شعبان المعظم 1432ھ — جولائی 2011ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بانی: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

دل کی بات:	افغانستان سے واپسی کا امریکی اعلان اور پاکستان کا مستقبل؟	مدیر	2
شذرات:	مجلس احرار اسلام پاکستان کے انتخابات اور ہماری ذمہ داریاں، چناب نگر کی تازہ ترین صورت حال، قادیانی دجل کی تازہ ترین مثال	عبداللطیف خالد چیمہ	3
	بشیر بلور کی ہرزہ سرائی	جناب یعقوب غزنوی	6
دین و دانش:	آیت اظہار دین اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ	قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	7
مطالعۂ قادیانیت:	۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی! قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا	محمد متین خالد	14
//	مولوی محمد علی لاہوری...... بانی لاہوری مرزائی گروپ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	19
انٹرویو:	قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والے۔ راجہ نعمان سے گفتگو	ایس اے خان	35
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۲)	پروفیسر خالد شبیر احمد	45
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی / عابد مسعود	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری ابن امیر شریعت دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeelbukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
الیاس نبیل، محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک — 200/- روپے
بیرون ملک — 1500/- روپے
فی شمارہ — 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

100-5278-1

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

دل کی بات　　مدیر

افغانستان سے واپسی کا امریکی اعلان اور پاکستان کا مستقبل؟

امریکی صدر اوباما نے جولائی ۲۰۱۱ء میں افغانستان سے ۱۰ ہزار امریکی فوجیوں کے انخلا کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ مزید ۲۳ ہزار فوجیوں کے انخلا کا آغاز آئندہ سال موسمِ گرما میں ہوگا۔

صدر اوباما کا یہ اعلان دراصل اعترافِ شکست ہے۔ گزشتہ دس برسوں میں لاکھوں مسلمان افغانیوں کے قتل عام کے بعد بھی امریکہ اپنے خلاف افغان مزاحمت کو ختم نہ کر سکا۔ فوجیوں کے انخلا اور واپسی کا اعلان اس بات کا ثبوت ہے کہ جارحیت اور دہشت گردی کا انجام شکست ہی ہوا کرتا ہے۔ افغانستان میں امریکہ نے مداخلت کر کے طالبان کی مضبوط اور پُر امن اسلامی حکومت کا خاتمہ کیا۔ جبکہ طالبان نے انتہائی بے سروسامانی میں عالمی دہشت گرد امریکہ کا راستہ روکا۔ انہوں نے ۲۰ سال روس کے خلاف اور ۱۰ سال امریکہ کے خلاف جہاد کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اگر ایمان والے مخلص اور سچے ہوں تو وہی غالب آئیں گے۔

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی حکمرانوں کی غلط پالیسی کی وجہ سے پاکستان کا کردار انتہائی بزدلانہ، منافقانہ اور افسوس ناک رہا۔ ایک امریکی ٹیلی فون کال پر فوجی ڈکٹیٹر نے سر اور گھٹنے دونوں ٹیک دیے۔ ملکی سلامتی و دفاع سوالیہ نشان بن گئے اور خود مختاری ختم ہو کر رہ گئی۔

طالبان خوب لڑے اور بڑی بے جگری سے لڑے۔ انہوں نے قومی حمیّت اور دینی غیرت کے اظہار میں قابلِ فخر مثالی کردار ادا کیا۔ نتیجۃً امریکہ کو افغانستان میں ناقابلِ فراموش شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ طالبان نے افغانستان سے امریکی اور نیٹو افواج کے مکمل انخلا تک ہر قسم کے مذاکرات سے انکار کر دیا ہے۔

امریکہ افغانستان میں اپنی عبرت ناک شکست کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتا ہے۔ اس نے افغان جنگ پاکستان میں منتقل کر دی ہے۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کا امن و استحکام تباہ اور ملکی معیشت کا دیوالیہ نکل گیا ہے۔ پاکستان کے لیے یہ نازک ترین وقت ہے۔ حکمران خارجہ پالیسی تبدیل کریں، دہشت گردی کے خلاف نام نہاد امریکی جنگ سے الگ ہونے کا اعلان کریں۔ پاکستان میں موجود امریکی سی آئی اے اہل کار ملک کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ انہیں ویزے دینے کی بجائے امریکہ واپس بھیجیں۔ امریکہ، افغانستان سے تو جا رہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پاکستان سے کب جائے گا؟

کب تک اُن کی نگاہِ ناز پہ جینا ہو گا
زہر دیں اور اس پہ تاکید کہ پینا ہو گا

شذرات

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے انتخابات اور ہماری ذمہ داریاں

عبداللطیف خالد چیمہ

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے دستور کے مطابق ملک بھر میں جدید رُکنیت ومعاونت سازی کے بعد پچاس رکنی نئی تشکیل پانے والی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۴؍ جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ ۱۱ بجے صبح مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد احرار چناب نگر میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ سب سے پہلے نئے ارکان شوریٰ سے حضرت پیر جی صاحب نے حلف لیا۔ راقم الحروف نے سابقہ کارروائی پڑھ کر سنائی اور مرکزی ناظم انتخابات مولانا محمد مغیرہ نے تنظیم سازی کی تکمیل کے حوالے سے رپورٹ پیش کی جو پہلے سالوں کی نسبت زیادہ خوش آئند تھی۔ امیر مرکزیہ کے لیے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی، ناظم اعلیٰ کے لیے راقم الحروف (عبداللطیف خالد چیمہ) اور مرکزی ناظم نشریات کے لیے جناب میاں محمد اویس کے نام پیش کیے گئے جس کی تمام اراکین شوریٰ نے متفقہ طور پر تائید کی۔

امیر مرکزیہ نے اپنے دستوری اختیارات اور مشورے کے بعد جناب پروفیسر خالد شبیر احمد، جناب سید محمد کفیل بخاری اور جناب ملک محمد یوسف (لاہور) کو نائب امراء، راقم الحروف نے جناب مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار اور ڈاکٹر محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کو نائب ناظمین جبکہ مرکزی ناظم نشریات میاں محمد اویس نے حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر (چیچہ وطنی) اور محمد یاسر عبدالقیوم (لاہور) کو نائب ناظمین نشریات نامزد و مقرر کیا۔ محدود وسائل کے ساتھ اپنی پالیسی خود طے کرتے ہوئے دین کا کام کتنا مشکل ہوتا جارہا ہے اس کا اندازہ مشکل بھی ہے اور آسان بھی! مجلس احرارِ اسلام کی قدآور شخصیات اور اکابر کی نسبت ہم کسی طور پر بھی اُن کے معیار و منصب کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے بعد سے اب تک جماعت جن نشیب وفراز سے گزری یہ ایک مستقل داستان غم ہے۔ دشمن کی چیرہ دستیوں اور بعض کرم فرماؤں کی بے حد مہربانیوں کے باوجود ہم نے قافلۂ احرار کو ازسرِ نو منظّم کرنے کا عزم صمیم کر رکھا ہے اور یہ اللہ کا خاص فضل وکرم ہے کہ ہم دھیرے دھیرے اپنے ہاتھوں سے تنکا تنکا اکٹھا کر کے چھوٹا سا آشیانہ بنانے کے قابل ہوگئے ہیں۔

مَے خانہ سلامت ہے تو ہم سرخیٔ مَے سے
تزئینِ درو بامِ حرم کرتے رہیں گے

مختلف شہروں میں دفاتر، مدارس، مساجد کا ایک نیٹ ورک بن گیا ہے جو آنے والے دنوں میں اِن شاء اللہ تعالیٰ مزید بہتر و مؤثر ہوجائے گا۔ احرار رفقاء کے لیے بے حد ضروری ہوگیا ہے کہ وہ اپنے اصل اہداف کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہو

جائیں۔ ''نفاذِ شریعت کی پُر امن جدو جہد، امریکی غلامی سے نجات اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام'' یہی ہمارے مقاصد ہیں اور ہماری سیاست ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو پہلے سے زیادہ توانائی و ہمت کے ساتھ جماعت کے کام کو آگے بڑھانے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔ وماعلینا الا البلاغ

چناب نگر کی تازہ ترین صورتحال :

چناب نگر (سابق ربوہ) کی صورتحال کے حوالے سے ہم ایک عرصے سے اِن صفحات پر تذکرہ کرتے چلے آرہے ہیں اور وہاں کی حقیقی صورتحال، قادیانی غنڈہ گردی، آئین اور قانون کی علانیہ خلاف ورزیوں کا نوٹس نہ لیے جانے پر بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ جون کے شروع میں قادیانیوں نے تھانہ چناب نگر کی زمین پر دھیرے دھیرے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ ریکارڈ کے مطابق تھانہ چناب نگر کا کُل رقبہ ۸۸ کنال ۱۸ مرلے ہے جبکہ تھانے کی اپنی عمارت تقریباً ۲ کنال پر محیط ہے۔ اِبتدائی طور پر قادیانی جماعت نے صفائی وغیرہ کے بہانے زمین پر ٹریکٹر چلانے شروع کر دیے۔ ہمارے ساتھیوں نے صورتحال پر نظر رکھی اور قادیانیوں کی خفیہ پلاننگ جو مقامی و ضلعی افسران کی آشیر باد سے آگے بڑھ رہی تھی اس کے سامنے بند لگانے کا فوری فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے مشترکہ پلیٹ فارم کو متحرک کر کے اس کو ایک مہم بنایا گیا۔ مختلف حضرات سے ضروری صلاح مشورے ہوئے اور صورتحال کی سنگینی کا احساس دلایا گیا۔ اخبارات نے بھر پور تعاون کیا۔ چنانچہ ۱۱؍جون کو قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی اور مولانا عبدالوارث نے ڈی سی او چنیوٹ سے ملاقات کر کے صورتحال سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں الحمدللہ اتنا تو ہوا کہ فوری طور پر قادیانیوں کو تھانہ چناب نگر کی اراضی پر صفائی کے بہانے قبضہ کرنے اور فضل عمر ہسپتال کی طرف سے پارکنگ وغیرہ کا راستہ بنانے سے روک دیا گیا۔ بعد ازاں حکام نے حسبِ وعدہ تھانہ چناب نگر کی اِبتدائی و اِنتہائی حدود کا تعین کر کے وہاں نمایاں بورڈ نصب کر دیے جس سے اِس جزوی مسئلہ پر اطمینان ہوا لیکن دیگر بنیادی مسائل اور مطالبات اپنی جگہ پر پوری طرح قائم ہیں جن کے لیے ایک طویل قانونی وعدالتی جدو جہد کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے اِس کام کے لیے وسائل اور مناسب افراد کا سر جوڑ کے بیٹھنا اور پھر اس صبر آزما کام کو ہمت سے آگے بڑھانا اِنتہائی ناگزیر ہو چکا ہے۔ ہماری رائے میں تحفظِ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں، اداروں اور شخصیات کو سطحیت اور وقتی وہنگامی کاموں کے ہجوم سے نکل کر اِس اہم ترین کام کی طرف پیش رفت کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی کرنے کی اشد اور فوری ضرورت ہے۔

قادیانی دجل کی تازہ ترین مثال

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تحفظِ ختمِ نبوت کے کام کے نیٹ ورک سے قادیانی فتنہ ٹپٹانے لگا ہے۔ دجل تو اِن کی

سرشت میں ہے، اب مزید اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے ہیں۔ ۱۵/ مارچ ۲۰۱۱ء کو چناب نگر میں مقامی صحافی رانا ابرار حسین چاند کو اس لیے شہید کر دیا گیا کہ وہ قادیانیوں کے باغی گروپ اور متوازی عدالتی سسٹم کو طشت ازبام کر رہے تھے۔ گزشتہ کچھ عرصے سے ختم نبوت اکیڈمی لندن (برطانیہ) پر الزامات لگا کر پارلیمنٹ سے ان کے کام کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی موہوم کوششیں کی جارہی ہیں اور ایک جعلی قتل کے اشتہار کی پولیس کو شکایت کر کے اس کام کو بند کرانے کی کوشش میں قادیانی برطانیہ میں بری طرح ناکام ہوئے۔ گزشتہ ماہ فیصل آباد سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پرنٹ لائن سے ایک پمفلٹ اور بعدازاں ایک خط چھاپ کر تقسیم کرایا گیا اور ملکی اور بین الاقوامی میڈیا تک رسائی حاصل کر کے اُن کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی گئی کہ ''ہمیں قتل کرنے کے فتوے اور ترغیب دی جارہی ہے''۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اِس پمفلٹ اور خط سے لاتعلقی ظاہر کر چکی ہے اور مولانا اللہ وسایا نے وضاحتی بیان میں کہا ہے کہ ''یہ جس نے بھی کیا ہے اس نے مجلس کے ساتھ زیادتی کی ہے اور یہ ہمارے خلاف سازش ہے۔ ہم تو آئین اور قانون کے دائرے میں رہ کر قادیانیت کے متعلق علمی مباحث کرنے والے لوگ ہیں۔ اس طرح قانون کو ہاتھ میں لینا یا بدامنی یا تشدد ہمارے پروگرام میں ''قطعاً شامل نہیں''۔ ویسے بھی میڈیا ٹیکنیک پر نظر رکھنے والے اِس پمفلٹ اور خط دونوں کو جعل سازی کا قادیانی نمونہ قرار دے چکے ہیں۔ اِس سب کچھ کے باوجود پولیس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کو پریشان کر رہی ہے اور فیصل آباد سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن محمد عادل کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اِن سطور کے ذریعے ہم وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مجلس احرارِ اسلام ۱۹۲۹ء سے آج تک، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۴ء سے آج دن تک اور انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ اپنے قیام سے اب تک عدم تشدد کی پالیسی پر گامزن ہیں جبکہ قادیانیوں کی قتل و غارت گری کی تاریخ قادیان (ہندوستان) سے ربوہ تک اظہر من الشّمس ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ تحفظ ختم نبوت جیسے مقدس مشن اور خالص دینی کام کرنے والی جماعتوں، اداروں اور افراد کو روایتی قادیانیت نوازی کی بھینٹ نہ چڑھائیں کہ یہ طرزِ عمل ملک و ملت کے لیے نقصان دہ ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

28 جولائی 2011ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

بشیر بلور کی ہرزہ سرائی

جناب یعقوب غزنوی

خیبر پختون بار کونسل کی تقریب میں سینئر صوبائی وزیر بشیر بلور نے مذہبی شعائر کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ اللہ اکبر کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب سائنس و ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ۶۵ء کی جنگ سے لے کر ۷۱ء اور ضیاء الحق کے جہاد نے پاکستان کا بیڑہ غرق کیا۔ تقریب کے دوران ایک وکیل نے کھڑے ہو کر ان پر اعتراض کیا کہ اللہ اکبر کا دور ختم نہیں ہوا آپ اپنی اصلاح کریں۔ وکلاء برادری نے بشیر احمد بلور کے بیان کی مذمت کی اور کہا کہ ان جیسے سیاستدانوں کی وجہ سے ہم آج خوار ہو رہے ہیں۔

پاکستان میں ویسے تو بعض نام نہاد قوم پرست اور سیکولر تنظیموں کے رہنماؤں کی جانب سے شعائر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کوئی نئی بات نہیں ہے خاص طور اے این پی کے لیڈروں کی تاریخ ہی اس قسم کے منفی بیانات اور خرافات سے بھری ہوئی ہے لیکن بشیر احمد بلور نے جس انداز میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے اعلان اور ہر دور میں اسلام کو شوکت وسطوت کے اظہار مسنون کلمے ’’اللہ اکبر‘‘ کی تحقیر کرنے کی مذموم کوشش کی ہے وہ انتہائی قابلِ مذمت اور قابلِ مواخذہ ہے۔ اس بیان کے ذریعے بشیر بلور نے نہ صرف آئین پاکستان بلکہ بحیثیت صوبائی وزیر اپنے حلف کی بھی کھلی خلاف ورزی کی ہے اس لیے ان کے خلاف قانونی اور عدالتی کارروائی ہونے چاہیے۔ بشیر بلور اور ان کے قبیل کے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کے سائنسی دور میں بھی کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ’’اللہ اکبر‘‘ ہی ہے اس نعرے نے، بشیر بلور اور ان کی پارٹی کے سابق آقا سوویت یونین کو شکست دی تھی اس نعرے کی گونج نے آج افغانستان کی سرزمین پر ان کے موجودہ آقا امریکہ کے حواس گم کیے ہوئے ہیں۔ ’’اللہ اکبر‘‘ اور سائنس و ٹیکنالوجی میں سرے سے کوئی تصادم ہی نہیں۔ سائنس کی ترقی تو اسلام کی حقانیت کو مزید روشن اور واضح کر رہی ہے لیکن حیرت ہے کہ بشیر بلور اللہ اکبر اور سائنس، ٹیکنالوجی کو ایک دوسرے کی ضد سمجھتے ہیں۔ کیا انھیں معلوم نہیں ہے کہ آج بھی سائنس و ٹیکنالوجی ’’اللہ اکبر‘‘ کے سامنے ڈھیر ہو چکی ہے عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ سائنس و ٹیکنالوجی میں پیچھے رہنا نہیں، بلکہ وہ غلامانہ ذہنیت ہے جو مسلم معاشرے کے بعض طبقات کو کبھی ایک عالمی طاقت کے آگے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کرتی ہے تو کبھی کسی دوسری عالمی طاقت کی چاکری پر آمادہ کرتی ہے۔ اب وہ دور آنے والا ہے جب دنیا بھر کے مسلمان اس فرسودہ غلامانہ ذہنیت کو مسترد کر کے آزادی وحریت کو اپنا لیں گے اور پوری دنیا میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔

شذرہ بشکریہ ہفت روزہ ’’تکبیر‘‘ کراچی

جلد نمبر ۳۴، شمارہ نمبر ۲۵

۲۳ تا ۲۹ / جون ۲۰۱۱ء

آیت اظہارِ دین اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا.

''وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔'' (سورۃ الفتح، ۲۸)

قرآن مجید میں سورۃ التوبہ کی آیت ۳۳، اور سورۃ الصّف کی آیت ۹، میں بھی اظہارِ دین کا اعلان معمولی لفظی تغیّر کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مذکورہ دونوں مقامات پر وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا کے بجائے ''وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ'' کے الفاظ آئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو رفتہ رفتہ تقریباً تمام عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہو گیا۔ ایک طرف مشرک قبائل تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ہو گئے۔ دوسری طرف سرمایہ دار یہود ونصاریٰ تھے جو ہر قیمت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام کر دینے کا فیصلہ کر چکے تھے اور تیسری طرف منافقین تھے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے مگر ان کا مقصد بھی یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں گھس کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کو اندر سے ڈائنامیٹ کر دیں۔

اس طرح طاقت، سرمایہ اور اندرونی سازشیں، سہ طرفہ مخالفتوں کے طوفان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اپنی تحریک چلا رہے تھے کہ تھوڑے سے غلاموں اور کمزور لوگوں کے سوا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی نہ تھا۔ مکہ کے سر بر آوردہ لوگوں میں سے گنتی کے چند آدمی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے نکلے ان کا بھی یہ حال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتے ہی وہ خاندان سے کٹ گئے اور ان کی قوم ان کی بھی اسی طرح دشمن ہو گئی جس طرح وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن تھی۔

یہ تحریک یوں ہی چلتی رہی یہاں تک کہ حالات اس قدر شدید ہو گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر جانا پڑا۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی جو پہلے ہی نہتے اور کمزور تھے۔ مدینہ منوّرہ میں اس حالت میں جمع ہوئے کہ اپنے وطن میں جو کچھ ان کے پاس تھا وہ بھی چھن چکا تھا۔ مدینہ منوّرہ میں ان لوگوں کی بے کسی کا یہ حال تھا کہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جن

کے رہنے کے لیے باقاعدہ کوئی مکان نہیں تھا وہ چھپر پڑے ہوئے ایک چبوترے پر زندگی گزارتے تھے۔ اسی مناسبت سے ان کا نام اصحاب صفّہ پڑ گیا تھا۔

چند انسانوں کا یہ بے سروسامان قافلہ مدینے کی سرزمین پر اس طرح پڑا ہوا تھا کہ ہر آن یہ خطرہ تھا کہ چاروں طرف اس کے پھیلے ہوئے دشمن اس کو اچک لے جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ ان ساری مخالفتوں کے علی الرغم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غالب کر کے رہے گا۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ.

"اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور غالب ہے۔" (المجادلہ، ۲۱)

سورۃ التوبہ آیت ۳۳، اور سورۃ الصّف آیت ۹، کے سیاق وسباق پر نظر ڈالنے سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا...... يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا......" میں اہل کتاب کو چیلنج ہے اور "هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ......" میں مشرکین عرب کو...... کیونکہ سرزمینِ حجاز میں ان ہی گروہوں سے اسلام کا مقابلہ تھا بعد میں یہ میدانِ مقابلہ بہت وسیع ہو گیا۔

پھر سورۃ التوبہ اور سورۃ الصّف میں غلبے کی جس بشارت کو "وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" اور "وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" کے الفاظ سے مؤکد کیا گیا ہے تو سورۃ الفتح میں "وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا" کے الفاظ سے تسلی دی گئی ہے کہ اس بشارت کو یہود ونصاریٰ، مشرکین اور دیگر کافر خواہ کتنا ہی بعید از قیاس سمجھیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور اس کی صداقت کے لیے اللہ کی گواہی کافی ہے۔

یہ بات بھی ملحوظِ نظر رہے کہ سورۃ الفتح صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ بظاہر اس مغلوبانہ صلح سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو بڑا رنج پہنچا لیکن یہ سورۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجروح دلوں کے لیے مرہم ثابت ہوئی جب کہ سورۃ التوبہ پوری کی پوری فتح مکہ اور غزوہ حنین کے بعد مختلف اوقات میں نازل ہوئی، سورۃ التوبہ، سورۃ الفتح اور سورۃ الصّف کی آیات "اظہارِ دین" میں جس غلبے کی بشارت دی گئی ہے اس سے دلائل وبراہین کا غلبہ مراد ہے یا سیف وسنان اور قوت واقتدار کا غلبہ؟

مذکورہ بشارت میں دونوں قسم کا غلبہ مراد ہے۔ دلائل وبراہین کا غلبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ تو ہر پیغمبر کو حاصل رہا ہے اور یہ غلبہ مادی قوت کے سامنے بظاہر کامیابی نہیں کہلاتا۔ جیسے فرعون استدلال کے میدان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلائل ومعجزات کے سامنے ہار گیا لیکن مادی قوت کے بل بوتے پر وہ غالب رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ملک چھوڑنا پڑا۔

اسی طرح دلائل کے میدان میں قریش مکہ نے پے در پے شکستیں کھائیں مگر قوت واقتدار کے غلبے کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت اختیار کرنا پڑی۔ پھر مذکورہ بشارت کے مطابق چند سالوں میں

ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک سارا عرب اسلام کا گہوارہ بن چکا تھا اور اس کے ساتھ حبش، مصر، ایران، شام، روم اور دوسرے ممالک تک اسلام کی دعوت کا بھی آغاز ہو گیا تھا۔ غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشفی صورت میں قیصر وکسریٰ کے خزانوں کا مسلمانوں کے قبضہ میں آنا مشاہدہ فرمایا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب تم لوگ شام کی طرف ہجرت کرو گے تو وہ تمہارے لیے فتح کر دیا جائے گا۔''

معلوم ہوتا ہے کہ شام فتح ہونے کے ساتھ ہی عربوں کا مسکن بن گیا اور آج بھی ان کی آبادی وہاں سب سے زیادہ ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ عراق مفتوح ہوگا اور لوگ وہاں بھی اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے اہل وعیال کو لے کر آئیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا اگر وہ سمجھتے......

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عنقریب مصر فتح کرو گے جہاں کا قیراط مشہور ہے جب اس کو فتح کرو تو وہاں کے باشندوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا کیونکہ تمہارے اور ان کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے۔'' (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور حضرت اسماعیل کی ماں ہاجرہ مصر کی تھیں)

بحر روم جس کو بحر اخضر اور بحر متوسط بھی کہتے ہیں۔ یورپ اور ایشیا اور اب گویا اسلام اور عیسائیت کی حد فاصل ہے اور اس زمانہ میں یہ رومیوں کی بحری قوت کی جولانگاہ تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب راحت سے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اس وقت خواب میں میری امت کے کچھ لوگ تخت شاہی پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہوئے دکھائے گئے۔ یہ بحر اخضر میں (جہاد کے لیے) اپنے جہاز ڈالیں گے۔ یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا ہے کہ دمشق کا شہزادہ یزید اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد سوم۔ ص ۵۹۹، ۶۰۱)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی زیر عنوان ''عقبہ بن نافع اور ان کی فتوحات'' لکھتے ہیں کہ: اس علاقے (شمالی افریقہ) کی فتح کا اصل سہرا حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔ مصر کی فتوحات میں یہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ حکومت میں انہیں شمالی افریقہ کے باقی ماندہ حصے کی فتح کی مہم سونپ دی۔ یہ اپنے دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ مصر سے نکل کر دادِ شجاعت دیتے ہوئے تونس تک پہنچ گئے اور یہاں قیروان کا مشہور شہر بسایا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ جس جگہ آج قیروان آباد ہے وہاں بہت گھنا جنگل تھا جو درندوں سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے بربریوں کے شہروں میں رہنے کی بجائے مسلمانوں کے لیے الگ شہر بسانے کے لیے یہ جگہ منتخب کی تا کہ مسلمان یہاں مکمل اعتماد کے ساتھ اپنی قوت بڑھا سکیں۔ ان کے ساتھیوں نے کہا یہ جنگل

تو درندوں اور حشرات الارض سے بھرا ہوا ہے لیکن حضرت عقبہ کے نزدیک شہر بسانے کے لیے اس سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لیے انہوں نے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کیا اور لشکر میں جتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان کو جمع کیا۔ یہ کل اٹھارہ صحابہ کرام تھے۔ ان کے ساتھ مل کر حضرت عقبہ نے دعا کی اور اس کے بعد یہ آواز لگائی: ”اَیَّتُھَا السِّبَاعُ وَالْحَشَرَاتُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم اِرْحَلُوْا عَنَّا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَّ جَدْنَاہُ بَعْدَ قَتَلْنَاہُ“ اے درندو اور کیڑو! ہم رسول اللہ کے اصحاب ہیں۔ ہم یہاں بسنا چاہتے ہیں لہٰذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ اس کے بعد تم میں سے جو کوئی یہاں نظر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے۔

اس اعلان کا نتیجہ کیا ہوا؟ امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ: ”فَلَمْ یَبْقِ مِنْھَا شَیْئٌ اِلَّا خَرَجَ ھَارِباً حَتّٰی اَنَّ السِّبَاعَ تحْمِ اَوْلَادھَا“ ان جانوروں میں سے کوئی نہیں بچا جو بھاگ نہ گیا ہو۔ یہاں تک کہ درندے اپنے بچوں کو اٹھائے لے جارہے تھے۔

اس کے بعد عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جنگل کاٹ کر یہاں شہر قیروان آباد کیا، وہاں جامع مسجد بنائی اور اسے شمالی افریقہ میں اپنا مستقر قرار دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کے دور میں عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ افریقہ کی امارت سے معزول ہو کر شام میں آباد ہو گئے تھے۔ آخر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دوبارہ وہاں بھیجنا چاہا لیکن آپ کی وفات ہو گئی۔ بعد میں یزید نے اپنے عہد حکومت میں انہیں دوبارہ افریقہ کا گورنر بنایا اس موقع پر انہوں نے قیروان سے مغرب کی طرف اپنی پیش قدمی پھر سے شروع کی اور روانگی سے پہلے اپنے بیٹوں سے کہا: ”میں اپنی جان اللہ تعالیٰ کو فروخت کر چکا ہوں لہٰذا اب (مرتے دم تک) اللہ کا انکار کرنے والوں سے جہاد کرتا رہوں گا۔

اس کے بعد انہیں وصیتیں فرمائیں اور روانہ ہو گئے۔ اسی زمانے میں انہوں نے الجزائر کے متعدد علاقے تلمسان وغیرہ فتح کیے۔ یہاں تک کہ مراکش میں داخل ہو کر اس کے بہت سے علاقوں میں اسلام کا پرچم لہرایا اور بالآخر اسفیٰ کے مقام پر جو افریقہ کا انتہائی مغربی ساحل ہے بحرِ ظلمات (اٹلانٹک) نظر آنے لگا۔ اس عظیم سمندر پر پہنچ کر حضرت عقبہ نے وہ تاریخی جملہ کہا کہ: ”یا رب لو لا ھذا البحر لمفیت فی البلاد مجاھداً فی سبیلک“ پروردگار! اگر یہ سمندر حائل نہ ہوتا تو میں آپ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا اپنا سفر جاری رکھتا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے گھوڑے کے اگلے پاؤں اٹلانٹک کی موجوں میں ڈالے، اپنے ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ ہاتھ اٹھاؤ۔ ساتھیوں نے ہاتھ اٹھا دیے تو عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے یہ اثر انگیز دعا فرمائی: ”یا اللہ! میں غرور وتکبر کے جذبے سے نہیں نکلا اور تو جانتا ہے کہ ہم اسی سبب کی تلاش میں ہیں جس کی آپ کے بندے ذوالقرنین نے جستجو کی تھی اور وہ یہ ہے کہ بس دنیا میں تیری عبادت ہو اور تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اے اللہ! ہم دین اسلام کا دفاع کرنے والے ہیں تو ہمارا ہو جا اور ہمارے خلاف نہ ہو۔ یاذوالجلال والاکرام“ (جہانِ دیدہ، ص ۱۰۶۔۱۱۰)

اس دعا کو آیات ''اظہارِ دین'' کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت اور تمام باطل ادیان پر دین حق کے غلبے کی پیش گوئی کو آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار اعوان و انصار بالخصوص خلفائے راشدین (بشمول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) نے اپنے اپنے ادوار میں پورا کر دکھایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت و خلافت کو نکال کر قوت واقتدار اور سیف وسنان کے غلبے کی پیش گوئی کیوں کر ثابت کی جاسکتی ہے؟

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں دونوں قسم کا غلبہ حاصل رہا اور تمام (سبائی، یہودی اور عیسائی) سازشی عناصر زیر زمین گھس جانے پر مجبور ہو گئے۔

نیز یہ غلبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک ہی موقوف نہیں رہا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کم ازکم بارہ خلفاء تک ضرور قائم رہا۔ ''لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزاً اِلیٰ اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَۃً.....لَا یَزَالُ ھٰذا الدِّیْنُ عَزِیْزاً مُنِیْعًا اِلیٰ اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَۃً'' (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش جلد ۲، ص ۱۱۹)

جب کہ صحیح بخاری میں یہ الفاظ آئے ہیں: ''یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْراً..... کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ''

(صحیح بخاری کتاب الاحکام، باب بلاعنوان بعد از باب الاستخلاف، رقم الحدیث ۷۲۲۲)

سنن ابی داؤد کی روایت میں بتایا گیا ہے کہ: ''لَا یَزَالُ ھٰذا الدِّیْنُ قَائِمٌ حَتّیٰ یَکُوْنَ عَلَیْکُمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ تَجْتَمِعُ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ'' (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب الملاحم جلد ۲۔ ص ۲۳۹)

جامع ترمذی میں ''یَکُوْنُ مِنْ م بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیْراً'' کے الفاظ آئے ہیں۔ (جامع الترمذی، جلد دوم، ص ۱۱۳)

مذکورہ روایات میں بتایا گیا ہے کہ اسلام بارہ خلفاء کے دور تک ہمیشہ غالب رہے گا، کوئی بیرونی طاقت ان پر غلبہ نہ پاسکے گی، یہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے اور ان سب پر امت کا اجماع ہوگا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ ''بارہ خلفاء'' کی بحث میں لکھتے ہیں کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ خلفاء کے ہونے کی بشارتیں حدیث کی مختلف کتابوں میں مختلف الفاظ میں آئی ہیں..... علمائے اہل سنت میں سے قاضی عیاض اس حدیث کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ تمام خلفاء میں سے بارہ وہ شخص مراد ہیں جن سے اسلام کی خدمت بن آئی اور وہ متقی تھے۔

حافظ ابن حجر، ابو داؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنی امیہ میں سے ان خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا اجتماع رہا یعنی

۱۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ	۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ	۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۶۔ یزید
۷۔ عبدالملک	۸۔ ولید	۹۔ سلیمان
۱۰۔ عمر بن عبدالعزیز	۱۱۔ یزید ثانی	۱۲۔ ہشام

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد سوم، ص ۶۰۴۔ تحت اخبارِ غیب یا پیش گوئی)

حسب ذیل کتب میں بھی معمولی تغیّر کے ساتھ بارہ خلفاء کے نام آئے ہیں: (فتح الباری، جلد۱۳۔ ص ۲۱۴، منہاج السنۃ لابن تیمیۃ جلد۴۔ ص ۲۰۶، تاریخ الخلفاء للسیوطی مترجمہ شمس بریلوی، الصواعق المحرقۃ لابن حجر ہیتمی، ص ۲۱، شرح فقہ اکبر لملا علی قاری، ص ۸۴، تکملہ فتح الملہم للشیخ محمد تقی عثمانی جلد۳۔ ص ۲۸۴)

محدثین کی مذکورہ تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی ہشام بن عبدالملک اموی کے دورِ خلافت میں پوری اور سچی ثابت ہوئی۔ مذکورہ اموی خلفاء کو یہ شرف حاصل رہا کہ ان پر پوری امت متفق ومجتمع تھی، ان کے ادوار میں تمام عالم اسلام کا ایک ہی سیاسی مرکز تھا۔ ایک ہی خلیفہ کا حکم پوری اسلامی دنیا پر چلتا تھا اور نہ صرف اندرونِ مملکت اسلام غالب تھا بلکہ کسی بیرونی قوت کو خلافتِ اسلامیہ کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

بہرحال آیات ''اظہارِ دین'' میں بیان کردہ غلبہ کی پیش گوئی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور (جو ۱۱۰ھ تک رہا ہے) یقینی طور پر شامل ہے۔

قرآن کریم سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے: ''فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ'' پس یقیناً اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔ (المائدہ، ۵۶)

ایک دوسرے مقام پر قرآن عزیز نے ''حزب اللہ'' کو ''لشکر'' کا نام دیا ہے۔

''وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغَالِبُوْنَ'' اور ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔ (الصّٰفّٰت، ۱۷۳)

مذکورہ تفصیل اور قرآن وحدیث کے دلائل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت راشدہ میں دونوں قسم (یعنی دلائل اور قوت واقتدار وسیف وسنان) کا غلبہ حاصل رہا ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مجتہد صحابی اور خود بھی بہ لسان نبوت ''قَوِیٌّ اَمِیْنٌ'' تھے۔
(مجمع الزوائد، جلد۹، ص ۳۵۶)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ''قوی وغالب'' ہونے کی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ: ''ابن عساکر نے روایت کی عروہ بن رویم سے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کُشتی لڑ۔ تو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے کُشتی لڑتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔

چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا تو جب یوم صفّین ہو چکا تو علی رضی اللہ عنہ نے (عروہ سے) کہا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے ذکر کر دیتا تو میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔''

(ازالۃ الخفاء، جلد چہارم، ص ۵۱۸۔ مترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیف و سنان کا غلبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ’’دین حق‘‘ کو حاصل ہوا جب ایران و روم کی دو ’’سپر پاور‘‘ حکومتیں پاش پاش ہوئیں اور دنیا میں کوئی حکومت مسلمانوں کو چیلنج کرنے والی نہ رہی۔ اس عہد میں اسلامی خلافت کا رقبہ ۲۲ لاکھ مربع میل تک پہنچ گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ایران و روم کے باقی ماندہ علاقے فتح کر کے اس کا رقبہ ۴۴ لاکھ مربع میل تک پہنچا دیا تھا۔ قرآن مجید میں غلبۂ اسلام اور تمکین دین کے جو وعدے کیے گئے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق جو بشارتیں دی تھیں ان میں سے اکثر خلفائے ثلاثہؓ کے دور میں پوری ہوگئی تھیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ امارت میں مذکورہ فتوحات میں برابر کے شریک تھے لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے بعد جب خود انہوں نے زمامِ خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو انہوں نے نہ صرف اپنی قابلیت سے اندرونی و بیرونی شورشوں کو فرو کیا بلکہ مزید علاقے فتح کر کے اسلامی خلافت کا رقبہ ۶۵ لاکھ مربع میل تک پہنچا دیا۔ اس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دنیا کے نصف سے زائد رقبے پر دین اسلام کا پھریرا لہرا کر اسے ادیانِ باطلہ پر غالب کر دیا۔

احرار فاؤنڈیشن

احرار فاؤنڈیشن پاکستان کی سلسلہ وار مطبوعات کا نظم کچھ عرصہ تعطل کے بعد دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی کے تعاون سے الحمدللہ درج ذیل کتب پر کام شروع کر دیا گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حسبِ توفیق و ترتیب یہ کتب شائع ہوں گی۔ ان کتب کے حوالے سے جن دوستوں اور قارئین کے پاس جو مواد ہو وہ براہِ کرم عنایت فرمائیں، اطلاع دیں اور تجاویز و سرپرستی سے نوازیں۔ شکریہ!

☆ مضامین ختم نبوت　☆ سیدالاحرار (طبع دوم)　☆ اعتقادات مرزا

☆ خانقاہ سراجیہ اور مجلس احرار اسلام مع تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل

از شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین: عبداللطیف خالد چیمہ

رابطہ کار: مکتبہ معاویہ، جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) فون: 040-5485953

۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کارروائی

قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا

محمد متین خالد

گذشتہ دنوں اسپیکر قومی اسمبلی محترمہ فہمیدہ مرزا نے اپنے خصوصی اختیارات کے تحت سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق پارلیمنٹ کے بند کمرے کے اجلاس میں ہونے والی بحث کے ریکارڈ کو 36 سال بعد اوپن کرنے کی منظوری دے دی ہے، جبکہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے معاملے پر پارلیمنٹ کے حالیہ بند کمرے کے اجلاس میں ہونے والی بحث سیل کر دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی سیکریٹریٹ کے ذرائع کے مطابق بھٹو دور میں 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے سے متعلق پارلیمنٹ کے بند کمرے کا اجلاس تقریباً ایک ماہ سے زائد جاری رہا تھا۔ جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974 کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)160 اور (3)260 میں اس کا اندراج کر دیا۔ معاملے کی حساسیت کے پیش نظر بحث کا تمام ریکارڈ اسی وقت سیل کر دیا گیا تھا۔ یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اسے تیس سال سے کم کے عرصے میں اوپن نہیں کیا جائے گا۔ اسپیکر قومی اسمبلی فہمیدہ مرزا نے اب اس وقت کی بحث کے ریکارڈ کو لائبریری میں رکھنے کی منظوری دے دی ہے۔ اسمبلی ترجمان نے بتایا کہ اس وقت بحث کا تمام ریکارڈ پرنٹنگ کے مراحل میں ہے اور جلد اسے لائبریری کا حصہ بنا دیا جائے گا۔

قادیانی 1974ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی اوپن ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا۔ لیکن حیرت ہے کہ اس خبر سے قادیانیوں کے ہاں صفِ ماتم بچھ گئی ہے۔ کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم نے ایک سوال پر کہ ''قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روداد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا'' کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کرلیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہوگی تاکہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔'' (انٹرویو نگار منیر احمد منیر ایڈیٹر ''ماہنامہ آتش فشاں'' لاہور، مئی 1994ء) سابق اٹارنی جنرل اور معروف قانون دان جناب یحییٰ بختیار نے جس لگن، جانفشانی اور قانونی مہارت سے امت مسلمہ کے اس نازک اور حساس کیس کو لڑا، قادیانی شاطر سربراہوں پر طویل اور

اعصاب شکن جرح کے بعد جس طرح ان سے ان کے عقائد وعزائم کے بارے میں سب کچھ اگلوایا، بلکہ اعتراف جرم کروایا، وہ انہی کا حصہ ہے جس پر وہ صد ستائش کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ خدمت سنہرے حروف سے لکھی جانے کے قابل ہے۔لیکن اس کے برعکس قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا۔کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا۔کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا۔کسی رکن قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، تکبرانہ اور تمسخرانہ تھا۔اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک وشبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کرلوں گا،مگر بری طرح ناکام رہا۔قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں ۱۸۰صفحات پر مشتمل کتاب ''محضر نامہ'' تقسیم کی جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔اس کتاب کے آخری صفحہ پر ''دعا'' کے عنوان سے لکھا ہے:''دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطا فرمائے کہ وہ حق و صداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن وسنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔'' سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادیانیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو وہ جھوٹے ہیں۔

قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی کی اس کارروائی کو ان کیمرہ،خفیہ کیوں رکھا گیا۔ یہ کارروائی اخبارات میں روزانہ کیوں شائع نہ ہوئی؟ اس سوال کا جواب قومی اسمبلی کے اس وقت کے سپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں دیتے ہوئے کہا:

> ''بحث اور کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر منظر عام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ان کا نقطۂ نظر بھی سننا تھا۔ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے، مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔لہٰذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔مسلمان جان بھی قربان کر دینا ایک انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے، لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورتحال سے بچنے کے لیے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو والہانہ عشق ہے، اس کو زبان وقلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے۔''(قومی اسمبلی کے سابق سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان سے اختر کاشمیری صاحب کا انٹرویو، روزنامہ ''جنگ'' جمعہ میگزین 3 تا 9 ستمبر 1982ء)

قادیانی کہتے ہیں یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔ یہ بات لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آکر اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لیے بلایا۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے اس پر،

قادیانی کفریہ عقائد کے حوالہ سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد و نظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے 13 دن کی طویل بحث وتمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انھیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ اس وقت اراکین اسمبلی کی اکثریت زانی اور شرابی تھی۔ انھیں کوئی حق حاصل نہ تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کرتے۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے اس وقت اسمبلی کا بائیکاٹ کیوں نہ کیا؟ کیا انہیں وہاں زبردستی لے جایا گیا تھا؟ حالانکہ وہ تو وہاں گئے ہی اس لیے تھے کہ قومی اسمبلی جو بھی فیصلہ کرے گی، ہمیں قبول ہوگا۔ عجیب بات ہے کہ اگر قادیانیوں کو پارلیمنٹ غیر مسلم اقلیت قرار دے تو وہ زانی اور شرابی، اگر سپریم کورٹ انہیں کافر قرار دے تو یہ کہنا کہ یہ تو انگریزی قانون پڑھے ہوئے ہیں، انھیں شریعت کا کیا علم؟ اور اگر علمائے کرام انہیں غیر مسلم کہیں تو یہ اعتراض کہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 کے تحت ہر شہری کو مذہبی طور پر آزادی اظہار ہے۔ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں نئے حالات کے مطابق تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اس میں سے کئی آیات خارج کر دی گئی ہیں اور کئی آیات شامل کر دی گئی ہیں اور پھر وہ اس نئے قرآن کی تبلیغ و تشہیر بھی کرے تو کیا اس شخص پر پابندی لگنی چاہیے یا نہیں؟ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے آئین کے تحت آزادی اظہار ہے تو کیا اسے یہ اجازت دینی چاہیے؟ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ہر شخص کو کاروبار کی مکمل آزادی ہے مگر ہیروئن اور منشیات وغیرہ فروخت کرنا سختی سے منع ہے۔ کیا یہ آزادی پر پابندی ہے؟ آزادی چند حدود و قیود کے تابع ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنا ہاتھ ہلانے میں آزاد ہیں، جب اور جس طرح چاہیں، اسے ہلا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے ہاتھ ہلانے سے کسی دوسرے کا چہرہ زخمی ہوتا ہے تو پھر اس کی آزادی کہاں گئی؟ لہٰذا آزادی ایک حد تک ہے۔ آزادی بے لگام یا شتر بے مہار ہو جائے تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید، محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے مسلمانوں کے پُر زور مطالبہ پر ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر نہیں کر سکتا، شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا

مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائرِ اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائرِ اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائرِ اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب ہی کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا: ''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری''، ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو موردالزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ ''ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائرِ اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور ﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرِعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائرِ اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا

ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے۔ جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔''

(ظہیرالدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا: ''ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پُرامن طور پر مناتے ہیں۔'' (ظہیرالدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

افسوس ہے کہ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورتحال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تا کہ ملک بھر میں کہیں بھی لا اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہی اصل قانون ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری، بانی لاہوری مرزائی گروپ

اوراس کے پیروکاروں کے کفر کی وجوہ

مولانا مشتاق چنیوٹی

تعارف

مولوی محمد علی لاہوری موضع مرار، ریاست کپورتھلہ میں دسمبر۱۸۷۴ء میں پیدا ہوا۔۱۸۹۰ء میں میٹرک ۱۸۹۴ء میں بی اے کیا اور ۱۸۹۶ء میں انگلش کی ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد ایل ایل بی کی تعلیم بھی مکمل کی۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام پڑھ کر گمراہی کا شکار ہوا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کر لیا تاہم مرزا قادیانی کی بیعت ۱۸۹۷ء میں کی۔ وکالت کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران موصوف نے مرزا قادیانی کا قرب حاصل کیا اور خط کتابت کرتا رہا۔ اس دور کے سات خطوط مولوی محمد علی کی سوانح ''مجاہد کبیر مؤلفہ ممتاز احمد فاروقی (لاہوری مرزائی) میں شامل ہیں۔ مرزا قادیانی کی تحریک پر مولوی محمد علی نے وکالت چھوڑ کر قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور قادیانی اخبار ریویو آف ریلیجنز کی ادارت سنبھال لی۔ مرزا قادیانی نے خوش ہو کر اپنے ذاتی کی تیسری منزل پر اسے رہائش دی اور وہ اس کے خورو نوش ودیگر ضروریات کا ذاتی طور پر خیال رکھتا تھا۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ محمد علی لاہوری صرف دنیوی تعلیم کا حامل تھا دینی تعلیم اس نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی حکیم نورالدین سے حاصل کی۔ وہ اپنی تفسیر بیان القرآن کے دیباچہ میں لکھتا ہے:

''میری زندگی میں جس شخص نے قرآن کریم کی محبت اور خدمت قرآن کا شوق پیدا کیا وہ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے بعد فہم قرآن میں جس شخص نے مجھے اس راہ میں پر ڈالا وہ استاذی المکرّم حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم ہیں۔ اگر کسی شخص کو میری اس ناچیز خدمت سے کچھ فائدہ پہنچے تو وہ جہاں میرے لیے دعا کرے ان بزرگوں کے لیے بھی دعا کرے۔'' (تفسیر بیان القرآن، جلد اوّل، صفحہ ب)

مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین سے اس استفادہ کی وجہ سے محمد علی لاہوری نے کیا گل کھلائے اس پر چند صفحات کے بعد بات ہوگی۔

مرزا قادیانی کا خراجِ تحسین

مولوی محمد علی لاہوری کی ان ارتدادی کوششوں سے متاثر ہو کر مرزا قادیانی نے اس کے رشتہ کے لیے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

''ہماری جماعت میں اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں،

جنھوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا حرج اٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لیے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لیے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں...... میں نے ان کو دینداری اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے غریب طبع باحیا نیک اندرون، پرہیزگار آدمی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ ۳۰۲۔ اشتہار ۹ راگست، ۱۸۹۹ء)

ایک اور موقع پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا کے فضل کو پا کر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی حبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے لیڈر ہیں، میں ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے دنیاوی کاربار کا حرج کر کے خدمت دین کے لیے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق ومعارف قرآن شریف سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرے گا...... الیٰ آخرہٖ۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ ۳۰۹۔ اشتہار ۴ راکتوبر ۱۸۹۹ء)

محمد علی لاہوری کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے محمد علی لاہوری سے درج ذیل توقعات وابستہ کیں۔

(۱) ایک انگریزی اخبار کی ادارت　　(۲) دین اسلام کی تعلیمات پر ایک کتاب، جس کے تین حصے ہوں، (۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق (۲) اپنے نفس کے حقوق (۳) بنی نوع انسان کے حقوق۔ اور اس کتاب میں ان تینوں امور کو تفصیل سے تحریر کیا جائے۔

(۳) انگریزی میں قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی جائے۔ (مجاہد کبیر، صفحہ ۴۷۔۴۸)

چنانچہ محمد علی لاہور نے یہ تینوں کام کیے۔

(۱) ایک عرصہ تک انگریزی اخبار کی ادارت سنبھالے رکھی

(۲) اسلامی تعلیمات کے حوالے سے انگریزی میں (The religion of Islam) تحریر کی۔ (مجاہد کبیر، صفحہ ۱۲۹)

اس کتاب کا عربی ترجمہ ''الدین الاسلامی کے نام سے ہمارے پیش نظر ہے۔

(۳) انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کی۔ (اور قدرے تفصیل کے ساتھ اردو تفسیر بھی شائع کی جو کہ دو اور تین جلدوں میں دستیاب ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری کی قلابازی

مولوی محمد علی لاہوری ۱۹۱۴ء سے پہلے مرزا قادیانی کو نبی اور رسول تسلیم کرتا تھا۔ اس کی زیر ادارت چھپنے والے اخبار (The revue of religions) اور دیگر قادیانی اخبارات میں اس کی بیسیوں تحریرات موجود ہیں۔ مشتے از خروارے کے طور پر چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ''ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انھیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔'' (ریویو آف ریلیجنز، جلد ۳، نمبر ۱۱۔ صفحہ ۴۱۱)

(۲) ''جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لے گا اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں اور اس زمرہ میں ہیں جن کو انبیاء ورسل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز، صفحہ ۲۵۲۔ بحوالہ علمی محاسبہ ۸۱۳)

۱۹۱۴ء میں مولوی نورالدین کا انتقال ہوا تو مولوی محمد علی خلافت کا امیدوار تھا اور وہ بجا طور پر اس کا استحقاق رکھتا تھا، اس لیے کہ مرزا قادیانی کے اس وقت زندہ مریدوں میں سے اس جیسا کوئی قابل اور سینئر شخص موجود نہ تھا لیکن اس کے مقابلہ میں چونکہ مرزا بشیرالدین محمود تھا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ ہوتا رہا ہے کہ صاحبزادوں کے مقابلہ میں دیگر اہل افراد نااہل قرار پاتے ہیں اور ناکامیاں ان کا مقدر ٹھہرتی ہیں، اس تاریخی حقیقت کے مطابق محمد علی لاہوری قادیانی جماعت کی سربراہی حاصل کرنے میں ناکام ہوگیا اور کامیابی کا ( ) مرزا محمود کے سر پہ جا بیٹھا اور وہ خلیفہ بن گیا۔ تب محمد علی لاہوری نے الگ جماعت بنائی اور لاہور کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا۔ اپنی الگ دکان چلانے اور کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنے سابقہ عقائد سے انحراف کیا اور ترمیم شدہ نئے عقائد کا اعلان کیا۔

☆ پہلے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتا تھا اب یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ محدث اور مجدّد تھا۔

☆ پہلے وہ مانتا تھا کہ مرزا قادیانی کا جانشین منتخب سربراہ ہوگا۔ اب اس میں تبدیلی کر لی اور کہا کہ مرزا قادیانی کی جانشین صدرانجمن احمدیہ ہوگی۔ فردِ واحد جانشین نہ ہوگا۔

☆ پہلے وہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتا اور لکھتا تھا لیکن بعد میں جب مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کر دیا تو لامحالہ مرزا کے منکرین ومخالفین کو مسلمان تسلیم کرنا پڑا۔

محمد علی لاہوری کی خوش قسمتی یہ تھی کہ ان تبدیل کردہ عقائد کے لیے بھی اسے مرزا قادیانی کی عبارتا بطور تائید دستیاب ہو گئیں اس لیے کہ مرزا قادیانی کی تحریرات میں بے پناہ تضاد ہے۔ مثلاً

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بھی مانتا ہے اور ان کا کوئی باپ ہونے سے انکار بھی کرتا ہے۔

(۲) رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت بھی نہیں مانتا اور اس عقیدہ کے حامل افراد کو مشرک بھی قرار دیتا ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی بھی مانتا ہے اور ان پر شراب نوشی وغیرہ کے الزامات بھی لگاتا ہے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے والوں کو کافر کہتا ہے اور خود ان کی توہین کا ارتکاب بھی کرتا ہے۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا اقرار بھی کرتا ہے اور انکار بھی کیا ہے۔

(۶) کہتا ہے کہ لفظ توفی کا معنی صرف اور صرف موت ہے پھر خود ہی اس کے معنی موت کے علاوہ کرتا ہے۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آل واولاد کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی۔

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کبھی گلیل میں اور کبھی سری نگر میں تجویز کرتا ہے۔

(۹) مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت کا منکر بھی ہے اور مدعی بھی۔

(۱۰) وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''لانبی بعدی'' کو صحیح قرار دیتا ہے اور تاویلیں کر کے اپنی نبوت کا اعلان بھی کرتا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی متضاد عبارات سے محمد علی لاہوری نے بہت فائدہ اٹھایا۔اس کی محنت و کوشش سے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی ایک مختصر جماعت گمراہ ہو کر اس کے ساتھ ہوگئی۔ یہ جماعت انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے نام سے پاکستان، انڈیا، یورپ، امریکہ اور عرب ممالک (بالخصوص مصر) میں کام کر رہی ہے۔ اس جماعت کی ویب سائٹ WWW.AAIIL.COM کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو مولوی محمد علی لاہوری اور اس کی جماعت کی حقیقت واضح ہوسکتی ہے۔صرف دیدۂ بینا شرط ہے۔

ان تضادات کے حوالے سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ محمد علی لاہوری کی تجویز پر لاہوری و قادیانی کے درمیان ایک تحریری مناظرہ مذکورہ اختلافات پر ۱۹۳۷ء میں بمقام راولپنڈی منعقد ہوا۔جس میں ہر فریق نے اپنے مؤقف کی تائید میں مرزا قادیانی کی تحریریں پیش کیں بعد میں یہ تحریریں مباحثہ راولپنڈی کے نام سے شائع ہوئیں چنانچہ یہ کتاب فریقین کے مؤقف اور مرزا قادیانی کی دورخی عبارتیں معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی ثابت کرنے کے لیے اس کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے حقیقت النبوۃ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں اس نے بطور تائید مرزا قادیانی کی بیسیوں عبارات تحریر کیں۔

مولوی محمد علی نے النبوۃ فی الاسلام کے نام سے کتاب لکھی جس میں اس نے مرزا قادیانی کی دعوی نبوت والی عبارات کی تاویلیں کیں۔مزید برآں یہ کہ انکار نبوت پر مبنی بیسیوں عبارات اپنی تائید میں پیش کیں۔فریقین میں سے ہر ایک نے دوسرے کو مرزا قادیانی کی تعلیمات سے منحرف قرار دیا۔ یہ تمام حقائق دونوں گروہوں کے جھوٹا ہونے کا واضح ثبوت ہیں، محمد علی لاہوری کا انتقال ۱۳؍اکتوبر ۱۹۵۱ء کو کراچی میں ہوا اور قبرستان میانی صاحب لاہور میں دفن کیا گیا۔

لاہوری گروپ کا دجل

لاہوری گروپ یہ کہتا ہے کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتے ہیں لہٰذا ہمیں مسلمان سمجھا جائے اور وہ اپنے مسلمان ہونے کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔

الجواب بعون الملک الوہاب

لاہوری گروپ کا یہ عذر کئی وجوہ سے باطل ہے۔

پہلی وجہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بے شمار تحریروں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے مثلاً

(الف)　یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔(حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، ص ۴۰۶)

(ب)　میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔(حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، ۱۵۴)

(ج)　اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسب بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا

کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم مندرجہ روحانی خزائن، جلد۱۱، ص۶۲)

(د) خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (اربعین مندرجہ روحانی خزائن، جلد۷، ص۴۲۶)

(ر) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (ملفوظات، جلد ۵، ص ۴۴۷، طبع جدید)

(س) **یٰسٓ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْن.** اے سردار تو خدا کا مرسل ہے۔ (حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد۲۲، ص۱۱۰)

(ش) **قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً.** اور کہہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ (مرزا قادیانی کی وحی مجموعہ ''تذکرہ'' ص۲۹۲، طبع چہارم)

اگر یہ عبارات دعوی نبوت کے اعلان پر مشتمل نہیں تو لاہوری گروپ بتائے کہ دعویٰ نبوت کی تعریف کیا ہے؟ لاہوری گروپ کو چاہیے تھا کہ وہ مرزا قادیانی کو اس کے دعویٰ نبوت و رسالت کی وجہ سے کافر سمجھتا اور اس کی پیروی چھوڑ دیتا مگر وہ اس مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے کی بجائے اس میں تاویلیں کرتا ہے اور بدستور اسے اپنا مذہبی رہنما ماننے پر مُصر ہے۔

دوسری وجہ

قادیانی گروپ کی طرح لاہوری گروپ بھی مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہے جیسا کہ ''مجاہد کبیر'' کے صفحات ۲۴، ۲۵ سے عیاں ہے نیز لاہوری گروپ کے تمام لٹریچر میں مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود'' تحریر کیا گیا ہے۔ نیز ''مجاہد کبیر'' میں تقریباً ہر صفحہ پر متعدد بار مرزا قادیانی کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اصلی مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی ہونا ہر گروہ کے نزدیک مسلّم ہے۔ تاہم ان کی نبوت کا زمانہ گزر چکا ہے اور نزول کے بعد وہ اپنی نبوت کی طرف لوگوں کو نہیں بلائیں گے بلکہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کریں گے۔ مرزا قادیانی بھی کہتا ہے ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے'' (تتمہ حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد۲۲، ص۵۰۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننا اس کی نبوت کا اقرار کرنا ہے تو پھر لاہوری گروپ کا یہ کہنا کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے کہاں کا انصاف ہے؟ یہ مسلمان کو گمراہ کرنے کا ایک حیلہ اور گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟

لاہوری گروپ کے کافر ہونے کی وجوہ

پہلی وجہ: مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا انکار نہ کرنا:

لاہوری گروپ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا انکار نہیں کرتا بلکہ اس کی تاویلیں کرتا ہے۔ حالانکہ ایمان دار ہونے کے لیے ضروری ہے کہ کفر سے نفرت کی جائے، اظہارِ براءت کیا جائے جیسا کہ تمام انبیاء کرام نے کیا، سورۃ کافرون جیسی مختصر سورۃ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔ لاہوری گروپ نے مرزا قادیانی کے درج ذیل کفریات سے براءت اور نفرت کا کبھی اظہار نہیں کیا۔

(الف) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (ملفوظات، جلد پنجم، ص ۴۴۷، طبع جدید)

(ب) **محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم،** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور

رسول بھی۔(ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۸، ص ۲۰۷)

(س)　مجھے اپنی وحی پہ ہی ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر (اربعین ۴، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۵، ص ۴۵۴)

(ش)　خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔(چشمہ معرفت در روحانی خزائن، جلد ۲۳، ص ۳۳۲)

(ص)　خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔(تتمہ حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، ص ۵۷۵)

(ض)　اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں میں معرفت میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔ خدا نے ہر نبی کو کمالات ومعجزات کا جو جام دیا ہے وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے۔ میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے۔ مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو اسے جھوٹ کہتا ہے وہ لعنتی ہے۔(فارسی اشعار کا ترجمہ، نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۸، ص ۴۷۷، ۴۷۸)

مولوی محمد علی لاہوری نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے: ''درحقیقت محدث اپنے وجود میں امتی کے کمالات کے ساتھ کمالات نبوت کو بھی ایک حد تک جمع کر لیتا ہے مگر وہ چونکہ کامل طور پر امتی ہوتا ہے اور نبوت نہیں پاتا بلکہ نبوت کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اس لیے اس کی نبوت جزئی یا ناقصہ کہلاتی ہے'' (النبوت فی الاسلام، ص ۱۱۸)

ہاں انہی محدثین میں سے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص مصلحت سے اصلاح خلق کے کام کے لیے چن لیتا ہے اور اس امت کے لیے یہ اس کا وعدہ ہے...... یہ مجددین ایک گونہ رسالت کا منصب رکھتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے حکم سے مبعوث ہوتے ہیں مگر ان کا منصب گو نبوت اور رسالت سے اشد درجہ کی مشابہت رکھتا ہے مگر اس کو نبوت اور رسالت نہیں کہہ سکتے (النبوۃ فی الاسلام، ص ۱۳۷) مذکورہ اقوال سے اس کو دورنگی واضح ہے کہ ایک طرف کہتا ہے محدث نبی ہوتا ہے اور مرزا قادیانی محدث تھا یہ بالواسطہ اعتراف ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھا، دوسری طرف کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں...... یہ عجب تضاد ہے۔

دوسری وجہ: رفع ونزول عیسیٰؑ کا انکار

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر امّت محمدیہ کا اجماع ہے، تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعہ ان کو جسد عنصری سمیت زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور وہ قرب قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔ سلف صالحین کی چند عبارات اس ضمن میں پیش خدمت ہیں۔

(۱)　اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علیٰ رفعہ ببدنہ حیاً وانما اختلفوا مات قبل ان یرفع اونام (تلخیص الحبیر، ص ۳۱۹)

ترجمہ:　تمام محدثین ومفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی بدن کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے، اختلاف صرف اس بارے میں ہے بدن کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے، اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے کچھ دیر کے لیے موت طاری ہوئی یا حالت نوم میں اٹھائے گئے۔

(۳) واجتمعت الامۃ علیٰ ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء (کتاب الابانۃ عن اصول الدیانۃ، ص۴۶، از ابوالحسن الاشعری)

ترجمہ: اور امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے پر متفق ہے۔

(۴) اما الاجماع فقد اجتمعت الامۃ علیٰ نزولہ ولم یخالف فیہ احد من اہل الشریعۃ وانما انکر ذالک الفلاسفۃ والملاحدۃ ممن لایعتد بخلافہ وقد انعقد اجماع الامۃ علیٰ انہ ینزل ویحکم بہذہ الشریعۃ المحمدیہ ولیس ینزل بشریعۃ مستقلۃ عند نزولہ من السماء وان کانت النبوۃ قائمۃ بہ ھو متصف بہا (شرح عقیدۃ السفارینی، جلد دوم، ص۹۰)

ترجمہ: اور رہا اجماع سو تمام امت محمدیہ کا اجماع ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور اہل اسلام میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں صرف فلاسفہ اور ملحد و بے دین لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جن کا اختلاف قابل اعتبار نہیں اور تمام امت کا اجماع اس پر ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم کریں گے مستقل شریعت لے کر آسمان سے نازل نہ ہوں گے اگر چہ وصف نبوت ان کے ساتھ قائم ہو سکا۔

ان تمام حقائق کے برعکس مولوی محمد علی مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام پڑھ کر حضرت عیسیٰؑ کے رفع و نزول کا منکر ہو گیا اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننے لگا۔

مولوی محمد علی لاہوری آل عمران آیت ۵۵ کے تحت خلاصہ کلام کے طور پر لکھتا ہے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں جن سے حضرت مسیح کا وفات یافتہ ہونا ثابت ہوتا ہے (بیان القرآن، جلد اوّل، ص۲۲۶۔ طبع پنجم جنوری ۲۰۱۰ء)

واضح رہے کہ محمد علی لاہوری نے اس عقیدہ پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے جس کا نیا نام ''وفات مسیح'' ہے اور پرانا نام ''عیسویت کا آخری سہارا'' ہے فروری ۱۹۴۷ء میں جو ایڈیشن شائع ہوا تھا وہ ہمارے سامنے ہے اور ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزل کا عقیدہ قرآن مجید کے علاوہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس عقیدہ کے متواتر ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع بھی ہے۔

محدث جلیل علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس سلسلہ میں ۱۰۱، احادیث کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے جس کا نام ہے'' التصریح بما تواتر فی نزول المسیح''اس کی تعلیقات شیخ ابوفتاح ابوغدہ مرحوم نے لکھی ہیں یہ کتاب ہندوستان، پاکستان، بیروت وغیرہ سے بار ہا شائع ہو چکی ہے نیز اسی سلسلہ کی ایک مبارک کڑی مصر کے ممتاز محدث علامہ زاہد الکوثری کی کتاب ''العبرۃ الناظرۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ'' ہے۔ اس کتاب میں شیخ کوثری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے اور متعلقہ شبہات کا شافی جواب تحریر کیا ہے۔

آمدم برسر مطلب! رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ متواتر احادیث سے ثابت ہے اجماع امت بھی اس کا مؤید ہے اور تواتر کا انکار کفر ہے۔ (فتاویٰ شامی، جلد۴، ص۲۲۳، مطبوعہ کراچی)

تیسری وجہ: انبیاء کرام کے معجزات کا انکار

محمد علی لاہوری اپنے پیشروؤں حکیم نورالدین اور مرزا قادیانی کی طرح انبیاء کرام کے قرآن مجید میں مذکور معجزات کا نہ صرف منکر ہے بلکہ ان کی تاویلیں بھی کرتا ہے۔ مثلاً

(۱) رفعنا فوقکم الطّور کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

رفعنا فوقکم الطّور کے معنی یہ نہیں کہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے اٹھا کر اونچا کیا بلکہ یہ کہ تم نیچے تھے اور پہاڑ تمہارے اوپر اٹھا ہوا تھا......اس آیت کے یہ معنی کرنا کہ بنی اسرائیل کے سروپ پر پہاڑ کو لا کر معلق کر دیا گیا تھا کہ اگر تم ان احکام کو نہ مانو گے تو ابھی پہاڑ تمہارے سروں پر آپڑے گا قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے، لا اکراہ فی الدین جب انسان کو حکم ہے کہ دین میں جبر نہ کرے تو خود خدا کا جبر کرنا کیا معنی (تفسیر بیان القرآن، جلد اوّل، ص ۴۷)

(۲) سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۹ کے تحت محمد علی لاہوری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ طیر سے استعارہ کے طور پر مراد وہ لوگ ہیں جو زمین اور زمینی چیزوں سے اوپر اٹھ کر خدا کی طرف پرواز کر سکیں اور یہ بات آسانی سے سمجھ آسکتی ہے کہ کس طرح نبی کے نفخ سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ زمینی خیالات کو ترک کر کے عالم روحانیت میں پرواز کر سکے......وابرئ الاکمہ والابرص کا معنی یہ ہے کہ روحانی بیماریوں کا ذکر ہے، جسمانی بیماریاں مراد نہیں ہیں......واُحی الموتی کا معنی یہ ہے کہ روحانی طور پر لوگ زندہ ہوتے تھے۔ وانبّئکم بما تاکلون وبما تدخرون فی بیوتکم کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کو بتاتے تھے کہ وہ کیا چیز کھائیں اور کیا ذخیرہ کریں گویا حلال وحرام کے متعلق بھی کچھ احکام دیتے تھے۔ (ملخص از بیان القرآن، جلد اول، ص ۲۱۵ تا ۲۲۱)

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار کرتے ہوئے محمد علی لاہوری نے رفع سے روحانی رفع مراد لیا ہے (بیان القرآن، جلد اول، ص ۲۲۶)

اور وما صلبوہ کا معنی یہ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی تو دی گئی مگر انہیں سولی پر موت نہ آئی (بیان القرآن، جلد اول، ص ۳۹۳)

(۴) سورت مریم آیت ۲۹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کی گود میں کی گئی گفتگو کا ذکر ہے۔ محمد علی لاہوری اس کے متعلق لکھتا ہے ''انہوں نے (یعنی یہود نے) جواب میں کہا کہ ہم کل بچہ سے کیا بات کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیس سال کے نوجوان تھے پرانے بزرگوں کے سامنے وہ بچہ ہی تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جو ہمارے سامنے کا بچہ ہے ہم اس سے کیا خطاب کریں اس کے سوا من کان فی المہد صبیا کے کچھ معنی نہیں بنتے'' (بیان القرآن، جلد دوم، ص ۸۵۸)

اس طرح محمد علی لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کلام فی المہد کی نفی کر رہا ہے۔

(۵) سورۃ الانبیاء آیت ۶۹، کے تحت محمد علی لاہوری ضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کا انکار کرتا ہے اور لکھتا ہے ''الصافات ۹۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ابھی ارادہ ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں سے نجات دے دی'' (بیان القرآن، جلد دوم، ص ۹۰۷)

(۶) آیت کریمہ وسخّرنا مع داؤد الجبال یسبّحن والطیر (الانبیاء ۷۹)

کے تحت محمد علی لاہوری لکھتا ہے ''میرے نزدیک زرہوں اور پرندوں کے تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے پہاڑوں کا مسخر ہونا اور تسبیح کرنا اس معنی میں ہے کہ وہاں پر حضرت داؤد کی حکومت قائم ہوگئی اور ان کی تسبیح سے مراد ان پہاڑی قوموں کا تسبیح کرنا ہے جو ظاہری اور باطنی دونوں رنگوں میں حضرت داؤد کے ساتھ ہوں گئیں'' (بیان القرآن، جلد دوم، ص ۹۰۹)

اس طرح محمد علی لاہوری نے تسبیح جبال کے معجزہ کا انکار کیا ہے۔

(۷)　آیت کریمہ ''ولسلیمٰن الریح عاصفۃ تجری بامرہ الی الارض التی بٰرکنا فیہا (الانبیاء، ۸۱)

کے تحت محمد علی لاہوری نے لکھا ہے'' ہوا کا حضرت سلیمان کے لیے مسخر ہونا یہی ہے کہ آپ کے کام میں معاون تھی جس طرح پر ہوا سے مدد ملا کرتی ہے اور غالباً تجری بامرہ میں اس ہوا کے کشتیاں چلانے کی طرف اشارہ ہے یا خود کشتیوں کا چلنا ہی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہوائے موافق یا بادبانوں وغیرہ کے استعمال سے جہاز دور دور کا سامان لے کر ملک شام میں جوارض مبارک ہے آتے تھے۔ (بیان القرآن، جلد دوم، ص ۹۱۰)

اس سے پہلے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اپنے درباریوں اور ساز وسامان سمیت ہوا میں پرواز کرنے کو لغو قرار دے چکا ہے۔

(۸)　ومن الشیٰطین من یغوصون لہ (الانبیاء، ۸۲) کا مطلب یہ تحریر کیا ہے'' شیطان ہر سرکش کو کہتے ہیں جن ہو یا انسان اور یہاں سرکش انسان ہی مراد ہیں جیسا کہ ان کے غوطہ زنی کرنے اور دوسرے کام کرنے سے ظاہر ہے'' (بیان القرآن، جلد دوم، ص ۹۱۰)

اس طرح محمد علی لاہوری نے جنات وشیاطین کے حضرت سلیمان کے تابع ہونے سے انکار کیا ہے جیسا کہ اگلے پیراگراف میں لکھا ہے'' ان کاری گروں کو شیاطین اس لیے کہا کہ وہ سرکش قوموں میں سے تھے جنہیں سلیمان نے فتح کر کے مغلوب کیا تھا اور بعض کو ان میں سے قید کر کے کام لیا جاتا تھا''

(۹)　سورۃ النمل آیات ۲۰ تا ۲۲ میں ہد ہد نام پرندے کا ذکر ہے۔ مولوی محمد علی اس سے ہد ہد نامی انسان مراد لیتا ہے تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام معجزہ تسلیم نہ کرنا پڑے (بیان القرآن، جلد دوم)

(۱۰)　سورۃ ص آیات ۱۷ تا ۲۰ کے تحت محمد علی لاہوری لکھتا ہے کہ جبال اور الطیر سے مراد انسان ہیں اور ممکن ہے کہ ایک طرف لفظ جبال میں بڑے بڑے طاقتور انسانوں کی طرف اشارہ ہو اور دوسری طرف الطیر میں اعلیٰ درجہ کے روحانی انسانی کی طرف (بیان القرآن، جلد سوم، ص ۱۱۶۸)

(۱۱)　والشیٰطین کل بنّاء وغواص وآخرین مقرّنین فی الاصفاد (سورۃ ص، ۳۷، ۳۸) کے تحت محمد علی لاہوری نے لکھا ہے کہ معماری کا کام کرنے والے اور غوطہ زن انسان ہی ہو سکتے ہیں (جنات نہیں) (بیان القرآن، جلد سوم، ۱۱۷۳)

(۱۲)　الدخان آیت ۲۴، کے تحت لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد سمندر کا مدو جزر ہے جب سمندر پیچھے ہٹا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سمیت گزر گئے اور جب فرعون اپنے لشکر سمیت گزرنے لگا تو سمندر آگے بڑھ آیا اور وہ سب غرق ہو گئے (تفسیر بیان القرآن، جلد سوم، ۱۲۴۷) نوٹ: فرعونیوں کی سمندر میں غرقابی کے متعلقہ جتنی آیات ہیں، سب مقامات پر محمد علی لاہوری نے سمندر کا مدو جزر ہی مراد لیا ہے۔

نمونہ کے طور پر چند حوالہ جات لکھے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ باطنیہ کی طرح محمد علی لاہوری نے بھی تاویلات بعیدہ سے کام لیا ہے، جن سے نصوص صریحہ کا مفہوم انبیاء کرام کی عظمت اور معجزات کا شکوہ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ: عیسیٰ علیہ السلام کی ولدیت تجویز کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں۔ وہ باپ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محض قدرت سے حضت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہ ہونے پر امّت مسلمہ کا اتفاق ہے لیکن محمد علی لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش اسلامی عقائد میں داخل نہیں، عیسائیت کا اصول ہے...... اگر کوئی شخص قرآن کریم کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا تسلیم کیا گیا ہے تو وہ ایسا مانے میرے نزدیک یہ نتیجہ الفاظ قرآنی سے نہیں نکلتا...... حضرت عیسیٰ کو باپ والا یا بن باپ ماننے سے ہمارے دینی اعتقادات یا ہمارے عمل پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیا الفاظ لم یمسسنی بشر سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے۔ لم یمسسنی میں گزشتہ کا ذکر ہے کہ مجھے بشر نے نہیں چھوڑا؟ اس میں آئندہ کا کوئی ذکر نہیں لیکن کہا جائے گا کہ کہ ہر ایک عورت جانتی ہے کہ بیٹا خاوند سے ہوتا ہے مریم کو یہ کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ یہ اس لیے کہ حضرت مریم ہیکل میں رہتی تھیں اور انہیں ابھی علم نہ تھا کہ ان کا نکاح ہونے والا ہے۔ (تفسیر بیان القرآن، جلد اول، ص ۲۱۳، زیر آیت آل عمران آیت ۴۷)

اس کے بعد محمد علی لاہوری نے انجیل متی کے حوالہ سے جو سراسر محرف ہے حضرت مریم کا یوسف نجار سے نکاح ثابت کیا ہے اور ان کی اولاد بھی تحریر کی ہے۔ یہی بات اس نے سورۃ مریم آیت ۲۷ کے تحت دہرائی ہے۔

پانچویں وجہ: قیامت اور اس کے متعلقات کا انکار

محمد علی لاہوری فرقہ باطنیہ کی طرح قیامت، حشر اجساد، اعمال نامہ وغیرہ کی وہ تعبیرات لکھتا ہے جن سے دین اسلام کی اصل روح اور قیامت اور اس کے متعلقات پر ایمان لانے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ذیل میں چند تعبیرات ملاحظہ فرمائیں۔

حشر اجساد کے متعلق عقیدہ

قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روح وہی جسم حاصل کرے گا جو وہ موت کے وقت پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ (دین اسلام اردو، ص ۲۷۵، عربی ایڈیشن، ۲۲۱)

اعمال نامہ کے متعلق عقیدہ

اس زندگی میں ہی انسان کے اندر ایک باطنی وجود تیار کیا جاتا ہے یہی باطنی وجود در حقیقت اعمال نامہ ہے یہ ایک کتاب ہے جس میں ہر عمل کا نتیجہ ثبت ہے...... بالفاظ دیگر انسان کے اعمال کے نتائج یا اثرات قیامت کے دن اس قدر بدیہی ہو جائیں گے کہ کسی بیرونی محاسبہ کی حاجت نہیں رہے گی ہر انسان اپنی کتاب آپ ہی پڑھ لے یعنی اپنے تمام اعمال و افعال کو ان نقوش میں دیکھ سکے گا جو اس پر ثبت ہوتے رہے اور وہ اپنا حساب آپ ہی لے لے گا کیونکہ اس کے باطنی نفس میں سب اعداد و شمار پہلے ہی موجود ہیں۔ (دین اسلام اردو، ص ۲۸۱، عربی ایڈیشن، ص ۲۲۵)

اعمال کی کتاب کے متعلق جو مختلف بیانات قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ دراصل اس سے مراد برے بھلے اعمال کا نتیجہ یا اثر ہے جو انسان کی روحانی ترقی یا تنزل کا باعث بنتا ہے اور یہ کہ لکھنے کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انسان جو نیک یا برا کام کرتا ہے اس کا نقش اس پر ثبت ہو جاتا ہے یہ ایسا نقش ہے کہ کوئی انسانی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی لیکن

کوئی روشن خیال مفکر اس کے وجود کے متعلق شبہ نہیں کرسکتا۔(دین اسلام اردو، ص۲۸۲، عربی ایڈیشن، ص۲۲۵)

اعمال نامہ سے قلم اور سیاہی سے لکھا ہوا، اچھے برے اعمال کا مجموعہ مراد لینا غلط ہے۔(الدین الاسلام، ص۲۲۴)

قیامت کے متعلق عقیدہ

قیامت کے اس تخیل کے مطابق کہ یہ ایک اعلیٰ زندگی کا پیدا ہونا ہے قرآن مجید نیکوں کے لیے اس زندگی میں ایک لامتناہی ترقی بیان کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ مسلسل اعلیٰ سے اعلیٰ منازل پر فائز ہوتے رہیں گے (دین اسلام، ۲۹۵)

دوزخ سے متعلق عقائد

(۱) پس یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ دوزخ گنہگاروں کے لیے ایک عارضی جگہ ہے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم (دین اسلام اردو، ص۳۰۲، عربی ایڈیشن ص۲۴۱)

(۲) دوزخ کیا ہے؟ خدا کی حضوری سے روکے جانا...... حاصل کلام یہ کہ بہشت لقاء اللہ یا خدا سے ملنے کا مقام ہے اور بہشت کی زندگی تمام مادی اور جسمانی تصورات سے بالاتر ہے (دین اسلام اردو، ص۲۹۵، عربی ایڈیشن)

جنت کے متعلق عقیدہ

جنت کی کیفیت عموماً یوں بیان کی گئی ہے کہ یہ باغات ہیں جن کے اندر نہریں بہتی ہیں اور اس کے حسب حال نیکو کاروں کی جواب میں داخل ہوتے ہیں کیفیت عموماً یوں بیان کی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے جنھوں نے نیک عمل کیے ان پر دو کیفیات کو اگر اس حقیقت کی روشنی میں پڑھا جائے جو پہلے بیان کی جا چکی ہے یعنی اس زندگی کی روحانیات دوسری زندگی میں مجسم ہو جائیں گی تو ان سے ظاہر ہوسکا کہ وہ ایمان جو روحانی زندگی کا پانی ہے نہروں میں منتقل ہو جائے گا اور وہ اعمال صالحہ جو ایمان سے پیدا ہوتے ہیں وہ بیج ہیں جس سے دوسری دنیا کے درخت پیدا ہوتے ہیں۔(دین اسلام اردو، ص۲۸۵) عربی ایڈیشن ص۲۲۷)

بہشت اور دوزخ دو جگہیں ہونے کی بجائے زیادہ تر دو حالتوں کا نام ہے (دین اسلام اردو، ص۲۸۷، عربی ایڈیشن ۲۲۹)

اگر حور کو محض بہشت کی ایک نعمت تصور کیا جائے اور اس دنیا کی عورتیں نہ سمجھا جائے تو یہ مردوں کے لیے ایسی ہی نعمت ہے جیسی عورتوں کے لیے جس طرح باغات، نہریں، دودھ، شہد، پھل اور دوسری بے شمار بہشت کی چیزیں مرد اور عورت دونوں کے لیے ہیں اسی طرح حوریں بھی دونوں کے لیے ہیں یہ کیا نعمتیں ہیں اس کے متعلق کسی کو علم نہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بہشت کی جو تصویر قرآن مجید نے کھینچی ہے وہ سرتاسر اس خیال کو رد کرتی ہے کہ اس میں کسی جنسی تعلق کا شائبہ پایا جاتا ہے۔(دین اسلام اردو، ص۲۹۱، عربی ایڈیشن، ص۲۳۳)

صورت حال یہ ہے کہ قیامت اور اس کے تمام متعلقات کی خود ساختہ تشریح کی جارہی ہے اور تشریح بھی ایسی جس سے فکر آخرت کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے حالانکہ عقائد کی تمام کتابوں میں مذکورہ امور کا برحق ہونا لکھا ہے مثلاً

(۱) فالایمان بالحشر من ضروریات الدین وانکارہ کفر (شرح فقہ اکبر، ص۱۴)

(۲) البعث بعد الموت والحساب والمیز ان والجنۃ والنار حق کلہ (شرح فقہ اکبر، ص۱۵)

(۳) ونؤمن بالبعث و جزاء الاعمال یوم القیامۃ والعرض والحساب وقراءۃ الکتاب والثواب والعقاب والصراط والمیز ان (شرح عقیدۃ الطحاویہ لابن ابی العز الحنفی، ص۴۵۶)

مرزا قادیانی کے عقیدہ کی پیروی

محمد علی لاہوری نے الدین الاسلامی میں قیامت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے پیر و مرشد مرزا قادیانی کی پیروی میں تحریر کیا ہے مرزا قادیانی قیامت کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے

''ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین پر درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے (اسلامی اصول کی فلاسفی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۰ ص ۴۱۳، ۴۱۴)

چھٹی وجہ: تقدیر پر ایمان لانے کا انکار

تقدیر پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''لا یؤمن عبداً حتی یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ وحتی ویعلم ان ما اصابہ لم یکن لیخطئہ وان ما اخطاہ لم یکن لیصیبہ اخرجہ الترمذی (جامع الاصول من احادیث الرسول، لابن اثیر جزرمی جلد ۱۰، ص ۵۱۱)

عن عبادۃ بن الصامت قال لابنہ عند الموت یا بنی انک لن تجد طعم حقیقۃ الایمان حتی تعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وان ما اخطاک لم یکن لیصیبک (وفیہ) انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول ماخلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فقال ما اکتب قال اکتب القدر فکتاب ما کان وما ھو کائن الی الابد اخرجہ، ابوداؤد والترمذی، جامع الاصول ۱۰، ۵۱۲، ۵۱۳۔ ناشر مکتبہ السنۃ المحمدیہ سعودی عرب

ان روایات کا مفہوم یہ ہے کہ تقدیر پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ ہر انسان کو صرف وہی نفع یا نقصان پہنچتا ہے جو اس کے مقدر میں ہو۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ

(۱) تقدیر پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل اور آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا

(۲) ازل سے ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے بطور صفت کیفیت کے لکھ دیا ہے نہ کہ بطور حکم کہ انسان کا مجبور محض ہونا لازم آئے۔

محمد علی لاہوری عقیدہ تقدیر کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے اب ہم اصل سوال کی طرف آتے ہیں سب سے پہلے جس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ قرآن مجید قدر یا تقدیر کا ذکر کرتا ہے مگر ان لفظوں کے معنی سرنوشت کے یا انسان کی نیکی بدی پہلے سے لکھے جانے کے نہیں ہیں پھر دوسری بات جو ثابت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جس قدر یا تقدیر کا ذکر قرآن مجید میں ذکر کرتا ہے وہ ایک عام چیز ہے وہ ایک قانون ہے جو تمام کائنات میں دائر و سائر ہے یہ ایک حد بندی ہے جس کے ماتحت تمام موجودات آگے اور آگے حرکت کر رہی ہیں اس لیے قدر یا تقدیر کا نیک و بد اعمال سے کچھ تعلق نہیں جو انسان کے لیے مخصوص ہیں۔

پھر تیسری بات جس کی وضاحت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نہ تو قرآن مجید میں اور نہ کسی ثقہ ترین حدیث میں قدر یا تقدیر پر ایمان کا ذکر آیا ہے اور چوتھی بات جو بیان کر دی گئی ہے یہ ہے کہ قدر یا تقدیر کا خدا اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور رسولوں اور یوم آخرت کی طرح بطور اصول دین کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ (دین اسلام اردو، ص ۳۳۴، عربی ایڈیشن، ص ۲۶۶)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ محمد علی لاہوری تقدیر پر ایمان رکھنے کو اصول دین میں شمار نہیں کرتا جو کہ کفر ہے۔

ساتویں وجہ: خدائی کی دعویٰ کرنے والے شخص کو مجدد اور محدث قرار دینا

مرزا قادیانی نے خدا اور خدا کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس پر درج ذیل حوالے موجود ہیں۔

انت منی بمنزلۃ اولادی (اے مرزا) تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے (تذکرہ، ص ۳۴۵، طبع چہارم)

اسمع ولدی (ترجمہ) اے میرے بیٹے سن (البشریٰ، جلد اوّل ص ۴۹۔ از منظور الٰہی)

رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ہو (ترجمہ) مرزا کہتا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں (آئینہ کمالات اسلام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵، ص ۵۶۴)

مذکورہ عبارات میں مرزا قادیانی درج ذیل دعوے کیے ہیں

(۱) خدا ہونے کا دعویٰ		(۲) خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

اور یہ دونوں دعوے کفر ہیں جیسا کہ ''البحر الرائق شرح کنز الدقائق'' میں ہے

فیکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخّر باسم من اسمائہ او بامر من او امرہ او انکر وعدہ او وعیدہ او جعل لہ شریکاً او ولداً او زوجۃ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص (البحر الرائق، جلد ۵، ص ۱۲۰۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جب مذکورہ دعووں کی وجہ سے مرزا قادیانی کافر ہے تو اسے مسلمان، مجدّد اور محدث ماننے والے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟

آٹھویں وجہ: انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی موافقت

مرزا قادیانی نے تمام انبیاء کرام کی سخت توہین کی ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں		نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱، ص ۱۳۳)

(۲) دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں ہو جاتا ہے۔

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳، ص ۴۳۹)

(۳) خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، ص ۵۰۲)

(۴) میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲ ص ۵۲۱)

(۵) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (انجام آتھم مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۱ ص ۲۹۰)

(۶) ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون

زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔ (اعجاز احمدی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۹، ص ۱۲۱)

(۷)　یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (کشتی نوح مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۹، ص ۷۱، حاشیہ)

اس قسم کے بے شمار کفریات مرزا قادیانی کے ہیں جن سے لاہوری گروپ نے کبھی اظہار براءت نہیں کیا، اب دو صورتیں ہیں یا تو لاہوری جماعت توہین انبیاء کرام کو جائز سمجھتی ہے یا وہ توہین انبیاء کرام کے کفر ہونے کی قائل ہے تو مرزا قادیانی توہین انبیاء کرام کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے شخص کی تکفیر ضروری ہے۔ پس انبیاء کرام کی توہین کرنے والے کو مجدد، ملہم من اللہ اور محدث سمجھنا بذات خود کفر ہے۔ خلاصہ یہ کہ لاہوری گروپ یا تو انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کو کفر نہیں سمجھتا یا پھر کفر سمجھتا ہے لیکن اس کے باوجود انبیاء کرام کی توہین کرنے والے شخص (مرزا قادیانی) کو اپنا مذہبی رہنما مانتا ہے یہ دونوں صورتیں کفر ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں یہ اصول لکھا ہے'' قال ابوحفص الکبیر کل من اراد بقلبہ بغض نبی کھفر'' ابوحفص الکبیر کہتے ہیں ہر وہ شخص جو اپنے دل میں کسی نبی کا بغض رکھتا ہے کافر ہے (فتاویٰ عالمگیری، ۲/ ۳۲۳، مطبوعہ کوئٹہ)

نویں وجہ: ان کا کفر زندقہ کی صورت اختیار کر چکا ہے

زندقہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے'' دین اسلام کا ظاہری طور پر اقرار کرتے ہوئے اس کی ایسی تشریح کرنا جس سے اس کا معنی و مفہوم بدل جائے۔

علامہ سید انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں: ''**ان المخالف للدین الحق ان لم یعترف بہ ولم بذعن لہ لا ظاھراً ولا باطناً فھو کافر و ان اعترف بلسانہ وقلبہ علی الکفر فھو المنافق و ان اعترف بہ ظاھراً لکنہ یفسر بعض ما ثبت من الدین ضرورۃ بخلاف ما فسرہ الصحابۃ والتابعون واجمعت علیہ الامۃ فھو الزندیق کما اذا اعترف بان القرآن حق و ما فیہ من ذکر الجنۃ والنار حق لکن المراد بالجنۃ الابتھاج الذی یحصل بسبب الملکات المحمودۃ والمراد بالنار ھی الندامۃ التی تحصل بسبب الملکات المذمومۃ ولیس فی الخارج جنۃ ولا نار فھو زندیق.**'' (اکفار الملحدین، ص ۳۴، ۳۵)

ترجمہ:　(کافروں کی کئی اقسام ہیں) ہر وہ شخص جو دین حق کا مخالف ہے ظاہری اور باطنی طور پر اعتراف نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ اور اگر زبان سے اعتراف کرتا ہے اور دل میں کفر ہے تو وہ منافق ہے۔ اور اگر وہ ظاہری طور پر اعتراف کرتا ہے لیکن دین سے جو امور واضح طور پر ثابت ہیں اور اس کی جو تفسیر صحابہ کرام اور تابعین نے کی ہے اور جس پر امت کا اجماع وہ شخص ان کے برعکس دین کی تشریح کرتا ہے تو وہ زندیق ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ قرآن مجید برحق ہے اس میں جنت دوزخ کا جو ذکر ہے وہ برحق ہے لیکن جنت سے مراد وہ خوشی ہے جو اچھے کام کر کے حاصل ہوتی ہے اور دوزخ سے مراد شرمندگی ہے جو برے کاموں کی وجہ سے ملتی ہے اور خارجی طور پر جنت دوزخ کا کوئی وجود نہیں ہے تو ایسا شخص زندیق ہے۔

مرزا قادیانی کا زندقہ

زندقہ کی مذکورہ تعریف مرزا قادیانی پر احسن طریقہ سے منطبق ہوتی ہے۔ وہ قرآم مجید پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے

لیکن اس میں ایسی تاویلیں کرتا ہے جن سے قرآن مجید کی اصل روح مسخ ہو جاتی ہے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)　**و اذ اخذنا میثاقکم و رفعنا فوقکم الطور .** (البقرہ۶۴)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہ طور میں نشان کے طریق پر بڑے بڑے زلزلے آئے اور خدا نے طور کے پہاڑ کو یہود کے سروں پر اس طرح لرزا کر کے دکھلایا کہ گویا اب وہ ان کے سروں پر پڑتا ہے تب وہ اس ہیبت ناک نشان کو دیکھ کر ڈر گئے۔(تفسیر مسیح موعود،۱/۱۳۸)

(۲)　**فقلنا لھم کونوا قردۃ خٰسئین.** (آیت۶۶) خدا تعالیٰ نے نافرمان یہودیوں کے قصہ میں فرمایا کہ وہ بندر بن گئے اور سور بن گئے سو یہ بات تو نہیں تھی کہ وہ حقیقت میں تناسخ کے طور پر بندر ہو گئے تھے بلکہ اصل حقیقت یہی تھی کہ بندروں اور سوری کی طرح نفسانی جذبات ان میں پیدا ہو گئے تھے۔(تفسیر مسیح موعود،۱/۵۳۹)

(۳)　محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے..... کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہان گھوم کر چلا آوے ہرگز نہیں۔(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن، جلد۳، ص۶۷)

(۴)　دجال معہود سے مراد عیسائی واعظ ہیں۔(روحانی خزائن، جلد۳، ص۴۸۹)

(۵)　**و اذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم .** (سورہ النمل۸۳) میں دابۃ الارض سے مراد گروہ متکلمین ہے جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا۔(روحانی خزائن، جلد۳، ص۳۷۰)

(۶)　سورۃ آل عمران کے تحت مرزا قادیانی لکھا ہے:”واحی الموتیٰ ......اصل میں......احیاء موتی پر ہمارا ایمان نہیں ہے...... نہ احیائے موتی سے یہ مطلب ہے کہ حقیقی مردہ کا احیاء کیا گیا......احیائے موتی کے یہ معنیٰ ہیں کہ روحانی زندگی عطا کی جاوے، (۲) یہ کہ بذریعہ دعا ایسے انسان کو شفا دی جاوے کہ وہ گویا مردوں میں شمار ہو چکا ہو جیسا کہ عام بول چال میں کہا جاتا ہے کہ فلاں تو مر کر جیا۔(تفسیر مسیح موعود، جلد۲، ص۵۲)

مرزا قادیانی کی خود ساختہ تفسیر کے بے شمار نمونے موجود ہیں جو کہ اختصار کے پیش نظر ہم نہیں لکھ سکتے۔ مذکورہ چھ نمونوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ تفسیر اور ایمان بالقرآن ہے یا زندقہ ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری کا زندقہ:

محمد علی لاہوری، مرزا غلام احمد قادیانی کا شاگرد اور مرید خاص تھا اس نے بھی اپنے شیخ (مرزا قادیانی) کی پیروی میں جی بھر کر زندقہ کا ارتکاب کیا ہے مثلاً

(۱)　ورفعنا فوقکم الطّور کی تشریح یہ کی بنی اسرائیل پہاڑ کے دامن میں کھڑے تھے اور پہاڑ ان کے سروں سے بلند تھا(بیان القرآن، ۱/۴۷)

(۲)　حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تشریح اس طرح لکھی ہے کہ احیائے موتی سے مراد روحانی احیاء ہے، طیر سے مراد وہ لوگ ہیں جو روحانی پرواز کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ الاکمہ والابرص سے جسمانی مرض مراد نہیں بلکہ روحانی امراض مراد ہیں۔

وانبئکم بما تاکلون و بما تدخرون فی بیوتکم کا مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام انہیں حلال وحرام کی تعلیم دیتے تھے۔ (ملخص از بیان القرآن، ۱/۲۱۵ تا ۲۲۱)

(۳)　حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ ہونے کا قائل ہے۔ (بیان القرآن، جلداوّل، ص ۲۱۳)

(۴)　سورۃ النمل میں ہدہد نام پرندہ کا ذکر ہے محمد علی لاہوری اس سے انسان مراد لیتا ہے۔ (بیان القرآن، ۲/۱۰۲۰)

(۵)　حشر اجساد کا منکر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ جسم جواب ملے ہوئے ہیں ان کے زندہ ہونے کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ (الدین الاسلامی، ص ۲۲۱)

(۶)　وہ ایک طرف مدعی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں دوسری طرف مرزا قادیانی کے واضح الفاظ میں کیے گئے دعوی نبوت کی تاویلیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نبوت سے مراد محدثیت ہے۔

(۷)　وہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہے اور ان کی جگہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دیتا ہے۔

مذکورہ تمام امور کے تفصیلی حوالے گزر چکے ہیں انہیں دہرانا تحصیل حاصل ہے۔

☆......☆......☆

امیر عبدالقادر الجزائریؒ

تصنیف: جان ڈبلیو کائزر　　پیش لفظ: مولانا زاہد الراشدی

الجزائر کے عظیم مجاہد آزادی کی داستان حیات

- جو سترہ سال تک (۱۸۳۲ء تا ۱۸۴۸ء) الجزائر پر فرانس کے قبضے کی راہ میں سدسکندری بنا رہا،
- جس نے فرانسیسی فوج کے وحشیانہ مظالم کے جواب میں دشمن کے جنگی قیدیوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کر کے اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا ایک زندہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا،
- جس کی غیر معمولی شخصیت اور کردار کی عظمت سے مسحور ہو کر فرانس کے شہریوں نے فرانس کے صدارتی انتخاب میں اسے اپنا امیدوار نامزد کر دیا،
- جس نے ۱۸۶۰ء میں دمشق کے مسلم مسیحی فسادات میں اپنے جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ بے گناہ مسیحیوں کے تحفظ کے لیے جان پر کھیل کر وہ کردار ادا کیا کہ مغربی دنیا بھی اسے ایک ہیرو کا درجہ دینے پر مجبور ہو گئی۔

اسلام کے اعلیٰ وارفع تصور جہاد کی جیتی جاگتی تصویر

بلند کرداری اور صبر آزما جدوجہد کی ایک دلچسپ اور حیران کن داستان

[صفحات: ۴۵۶ ۔ قیمت (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ) ۲۷۵ روپے]

مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0334-4458256 / 0306-6426001)

● حضور خاتم النبیّین سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت قادیانیت سے توبہ اور قبولِ اسلام کا ذریعہ بنی

● قادیانی جماعت اپنی تعلیمات کی بنیاد پر قائم کردہ اپنے منافقانہ اور آمرانہ نظام کو برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے

سابق قادیانی راجہ نعمان صاحب کی گفتگو

مرتب: اے ایس خان

قادیانی جماعت کی طرف سے ترقی اور فتوحات کے دعوے تو جاری ہیں لیکن قادیانی جماعت کے اندر تبدیلی وبغاوت کی مقدار وتعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے راجہ نعمان ایک پڑھے لکھے مگر موروثی قادیانی تھے ان کے اندر تبدیلی کیسے آئی اور اسلام قبول کرنے کا داعیہ کیسے پیدا ہُوا؟ منحرف قادیانیوں کی مشہور ویب سائٹ احمدی ڈاٹ او آر جی (Ahmadi.org) کے شکریے کے ساتھ ہم راجہ نعمان کا انٹرویو شاملِ اشاعت کر رہے ہیں جو جناب اے ایس خان نے مرتب کیا ہے (ادارہ)

راجہ نعمان صاحب ہم آپ کو احمدی آرگ کی ساری ٹیم کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں، کیا آپ اپنے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے جس سے عام مسلمانوں کو اس احمدیہ کلٹ کے بارے میں آگاہی ہو اور احمدیوں کو اس کلٹ سے آزادی حاصل کرنے میں مدد مل سکے؟

تعارف:

جی ضرور، میرا نام راجہ نعمان احمد خان ہے میرا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جو نسلوں سے احمدیت کا پیروکار رہے اور بڑا مخلص سمجھا جاتا ہے۔ میری والدہ صاحبہ کے نانا پیر سید عبداللہ شاہ صاحب ضلع گجرات پاکستان کے ایک نواحی علاقہ شادی پور کے ایک معزز ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے اپنے والدین کی طرف سے ورثے میں ملنے والا سرورِ کونین، ہادیٔ اسلام، محمد ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام چھوڑ کر قادیانیت اختیار کر لی تھی۔ میرے دادا کا نام راجہ فضل داد خان تھا اور انھوں نے بھی اپنے والدین کا دین اسلام چھوڑ کر مذہبِ قادیانیت میں شمولیت اختیار کی تھی یوں والدین کی مناسبت سے میرا تعلق بھی ایک ایسے قادیانی گھرانے سے ہے، جو کم وبیش 3 نسلوں سے قادیانیت میں شامل ہے۔

بطور محقق آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟

بہت بہت شکریہ! آپ نے اس بارے میں پوچھا۔ میں ریسرچ کے میدان میں عرصہ 15 سال سے Volentarely کام کر رہا ہوں، اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف National & International Research organizations اور مختلف طبقاتِ فکر کے محققین کے ساتھ وابستہ ہوں۔ میرا بنیادی کام قرآنِ پاک کے ریفرینس سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے تناظر میں Physics اور MetaPhysics کے درمیان Bridging up اور، Social sciences کے بارے میں ہے۔ اس ضمن میں ایک اہم پروجیکٹ Social & Natural laws اور ان کے مرتب ہونے والے اثرات پر تحقیق کا ہے، اور بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس طرح کی تحقیقات کے لیے الحمدللہ ایک ریسرچ کونسل کا قیام بھی عمل میں لایا جاچکا ہے۔

جماعتی کام کام کے بارے میں کچھ بتائیں!

ایک لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں کام کیا۔ پاکستان میں ناظم صنعت وتجارت، ناظم خدمتِ خلق، ناظم تعلیم، نائب زعیم، زعیم وغیرہ کے طور پر اور نیشنل مشاورت برائے خدام الاحمدیہ یوکے، نائب ناظم جلسہ سالانہ یوکے، نیشنل امور طلبہ یوکے وغیرہ میں زیادہ وقت گزرا۔ دورانِ قیام یوکے بطور ریسرچر موجودہ سربراہِ جماعت کے ساتھ عرصے ۴ سال بطور محقق منسلک رہا۔

قبول اسلام / الوداع احمدیت کی توفیق کیسے ملی:

21-07-2010 کی رات ایک مبارک رؤیا (خواب) میں خاتم النبیین، رحمۃ العالمین، آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کچھ اشارہ جات عطا ہوئے، صبح اُٹھ کر بہت بے چینی ہوئی، مختلف افراد سے تعبیر دریافت کی اور سب نے ایک جیسی تعبیر بتائی۔ اگلی رات اللہ تعالیٰ سے مزید واضح رہنمائی کی دعا کی، پھر رؤیا دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضاحت کے ساتھ مزید کھول کر نشانات کی شکل میں بتایا گیا، اس بار بھی پہلے کی سی تعبیر ہی مختلف لوگوں نے بیان کی۔ اگلی رات عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے دورانِ سجدہ ہی روحانی حالت بدلی، اور اسلام قبول کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی۔ اگلے دن دوست احباب کو بتایا اور بعد ازاں ایک معروف عالم دین کی خدمت میں حاضر ہوکر قبول اسلام کے الفاظ دہرائے، اور پھر حکومتی اداروں کے لیے حلف نامہ تیار کیا گیا۔ پھر گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق اخبارات میں Announce کر کے ضروری کاغذات میں تبدیلی کروالی اور ساتھ ہی مسجد میں اعلانِ عام بھی کروا دیا۔

نظامِ جماعت اور جماعتی تعلیمات سے علمی و شرعی اختلافات کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

مجھے نظامِ جماعت کے ماضی سے حال تک تحقیق کرنے کی ضرورت اُس وقت پیش آئی جب میرا نظامِ جماعت کے ادارہ قضا بورڈ سے واسطہ پڑا۔ مجھے اُس وقت اختلاف ہوا جب اُنھوں نے میرے متعلق ایک کیس کا سہارا لے کر بغیر کسی تحقیق کے اور Voilation of Prescribed Rules & Procedures کا آزادانہ استعمال کرتے ہوئے اس کا فیصلہ فریق ثانی کے حق میں کر دیا اور چالاکی سے میرا اپیل کا حق بھی ختم کر دیا، مزید یہ کہ نظامِ جماعت کے

متعلقہ اداروں نے میری طرف سے اس معاملہ کو اٹھائے جانے پر میرے خلاف بڑے عہدیداروں کے کہنے پر یکجا ہو کر مخالفانہ رویہ اپنا لیا۔ بعد ازاں اس معاملہ کی مزید تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ شریعت کا نام لے کر جن قوانین کا اطلاق افرادِ جماعت پر کیا جا رہا ہے اُن کی نہ تو منظوری سربراہ جماعت سے اور نہ ہی افتاء کمیٹی سے لی گئی، نہ اُسے معروف فیصلہ کی حیثیت حاصل ہے، سب سے بڑھ کے یہ کہ اُن کی حیثیت قرآن وسنت سے بھی واضح نہیں کی گئی اور اس سلسلہ میں پرانے قوانین کو بدلنے کی وجوہات بھی بیان نہیں کی گئی ہیں، اور نہ وہ Ahmadiya Book of Personal Laws میں شامل ہیں۔ اس پر میں نے جماعت کے اس کیس سے متعلقہ اداروں کے دروازوں پر دستک دی، حتیٰ کہ سربراہ جماعت کو بھی با دلیل لکھا اور کئی بار لکھا مگر وہ بھی اس بارے میں چند وجوہات کی بنیاد پر کچھ کرنے سے قاصر رہے۔ اور مجھ پر ہر طور ایک غیر شرعی فیصلہ کی تعمیل کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ اس طرح کے افسوس ناک واقعات نظامِ جماعت اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات سے اختلافات اور ان پر تحقیق کا محرک بنے۔

نظامِ جماعت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس دوران مجھے نظامِ جماعت کے Social & Structural Aspects پر بھی تحقیقی کام کرنے کا موقع ملا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس کے خدوخال بنیادی طور پر ایک معاشی وسیاسی تحریک کے طور پر اٹھائے گئے ہیں، اور مزید گہرائی میں جا کر اس نظام کے افعال سے یہ صاف پتا چلتا ہے کہ اس نظام کے اغراض ومقاصد بھی ہمیشہ معاشی اور سیاسی ہی رہے ہیں۔ اس کے اربابِ اختیار صاحبان کی توجہ وسائل کی بازیابی پر زیادہ ہے اور عام احمدیوں کے مسائل کے حل میں دلچسپی بہت ہی کم ہے۔

آپ کے خیال میں اس کی وجہ کیا ہے:

چند افراد کی کی گئی Interpretation کو سب افرادِ جماعت پر زبردستی لاگو کر دینے کے طریق سے ٹھوکر کھائی گئی ہے، اور اس جھول کو Blind Followers نے مزید بڑھایا ہے، مزید یہ کہ مشاورت کے عمل کو اپنے ذاتی ایجنڈوں سے منسلک کر دیا گیا ہے، یوں نظامِ جماعت کو ہمیشہ اپنی مرضی کے مطالب ومفاہیم وضع کرنے کی آزادی حاصل رہی ہے۔ نتیجۃً ریاستی جبر یا نظامتی جبر کو نظامِ جماعت چلانے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اِس ریاستی جبر کے Unopposed استعمال کے لیے رائے عامہ کو مذہبی عقیدت کے نام پر رام کیا جاتا رہا ہے۔

کیا آپ نے کبھی اس طرح کی صورت حال کے تجزیہ کے بعد انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر اس کا حل تجویز کیا تھا؟

جی ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا واضح حل بالکل بتایا تھا، جس طرح نظامتی عہدیدار اکثر دنیاوی معاملات پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے رہتے ہیں اسی طرح ہر انسان کو انسانی اقدار کا شعور اُجاگر کرنے کے لیے اپنی رائے بیان کرنی چاہیے، اس لیے میں آج پھر مزید کچھ نکات کے اضافے کے ساتھ اس کا حل دہرا دیتا ہوں کہ

(ا) آزاد میڈیا کا قیام

(۲) آزاد عدلیہ کا قیام، Unbaised Jury جس کالازمی جزو ہو

(۳) Accountability کے لیے ایک موثر آزاد ادارہ کا قیام

(۴) نظامتی عہدیداروں کو غیر اخلاقی طور پر حاصل Unannounced Immunity کا خاتمہ

(۵) ہر فرد کو غیر مشروط طور پر اور ہر Level پر براہ راست ووٹ دینے کے حق کی واپسی

(۶) قانون سازی، ترامیم و تنسیخ کے لیے ایک عوامی قانون ساز ادارہ کا قیام

جس میں عام افراد براہ راست بذریعہ ووٹ Valued Person کے طور پر مؤثر انداز میں شمولیت رکھے، اور اس ادارہ کا بنیادی مقصد یہ ہو کہ ہر ایسا قاعدہ و قانون جس کا تعلق و اثر بالواسطہ اور بلاواسطہ فرد پر پڑتا ہو یا اس کا تعلق فرد کے بنیادی حقوق و آزادی سے ہو، یا اس کا تعلق فرد کی عام معاشرتی زندگی سے ہو وغیرہ وغیرہ، وہ تمام افراد کی رائے شماری سے قبولیت عام حاصل کیے بغیر نہ تو منظور ہو اور نہ لاگو ہو۔ اس قانون ساز ادارہ کی طرف سے کی گئی کسی بھی ترمیم و تنسیخ اور قانون سازی کو اپنے مذہب کے مطابق دیکھنے اور اپنی رائے کے اظہار کے لیے نظامِ جماعت کے پاس فعال مگر رسمی مجلسِ مشاورت و شوریٰ نام کے ادارے پہلے سے ہی موجود ہیں۔

(۷) نظامِ جماعت کے داخلی افعالات و معاملات کے متعلقہ تمام اصول و ضوابط اور قوانین اور بعد ازاں کارکردگی کی بھی لکھ کر اشاعت عام۔

آپ کے خیال میں نظامِ جماعت افرادِ جماعت کو اُن کے غصب شدہ حقوق واپس کر دے گا اور اس میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں؟

نظامِ جماعت اپنی تعلیمات کی بنیاد پر قائم کردہ اپنے منافقت بھرے اور آمرانہ رویوں کو برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ لیکن پھر بھی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان کے تحفظ کی ہر قیمت پر کوشش کرے گا، پیش کردہ یہ سات نکات آج نہ صرف ہر افراد کی ضرورت ہیں بلکہ انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ایک سسٹم کی Repair کے لیے بھی ناگزیر ہو چکے ہیں اور انھیں ایک نہ ایک دن کسی بھی نام اور شکل میں فرداً فرداً یا اکھٹا لاگو کرنا ہی پڑے گا۔ نظام کو ہمیشہ الفاظ سے کھیلنے میں مہارت حاصل رہی ہے، فی الوقت تو نظامِ جماعت حسبِ روایت کچھ دیر کی خاموشی اختیار کرنے کے بعد جبر اور مذہب کا سہارا لے کر ان کی ہر ممکن اعلانیہ بھی اور خفیہ بھی مخالفت کرے گا اور افراد میں سے کچھ کو استعمال کر کے بھی مخالفت پیدا کروائے گا، اور اسے بیعت، اخلاص، راضی برضا وغیرہ کا نام لے کر (جیسا کہ نظام جماعت نام کی حد تک اس طرح کی اصطلاحات کو استعمال کیا جاتا ہے) اپنی تائید کے لیے چند چنیدہ واقعات نکال کر فعال Propoganda کر کے ان پیش کردہ اصلاحاتی نکات پر بات کرنا بھی مشکل بنانے کی کوشش کرے گا، ضرورت پڑنے پر اپنی بنیاد میں موجود غلطیوں کو اپنے ہی عہدیداروں کی بد انتظامی گردانے سے بھی گریز نہیں کرے گا، اپنی بنیادی پالیسیز کی Background فلاسفی کا افراد کے سامنے عیاں جانے پر ان نکات کے خلاف وہ سب کچھ کرے گا جو کر سکے گا، پھر کسی

بھی ہو چکے یا ہونے والے واقعہ کا ڈراوا، لالچ دے کر یا سہارا لے کر افراد کے جذبات کو نظامِ جماعت کے حق میں ابھارنے کی کوشش کرسکتا ہے، اور مقصد صرف ان اصلاحات کی راہ میں زیادہ سے زیادہ **Delay** پیدا کرنا ہوگا اور جب طوعاً یا کرہاً ان کا نفاذ کرنا پڑے گا تو اس میں اس طرح کے Loop Holes رکھنے کی ہر ممکن کوشش نظام کی طرف سے کی اور کرائی جائے گی کہ اُن سے نظام کو یہ سہولت مہیا ہو سکے کہ یہ اصلاحات ہونے کے بعد بھی افراد نظام کی موجودہ گرفت سے نہ بچ پائیں، کیونکہ اگر ایسی اصلاحات صحیح طور پر نافذ ہوگئیں تو Majorty پر مشتمل افراد کے جائز حقوق کی واپسی سے Minority پر مشتمل نظامِ جماعت کے غاصب عہدیداروں کے خود ساختہ طور پر حاصل کی ہوئی Immunity اور ناجائز حقوق ختم ہو جائیں گے۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کچھ عقلمند عہدیدار اپنے طور پر اپنے سسٹم کے اندر ہی رہتے ہوئے کچھ تبدیلیاں بھی لانے کی کوشش کریں گے تا کہ افراد کو وقتی طور پر مطمئن کیا جا سکے۔ مگر ان کا یہ فعل کسی چیز کی فوری اور لازمی ضرورت کی نفی نہیں کرسکتا، اور نہ ان سات نکاتی نظریاتی اصلاحات کا نعم البدل بن سکتا ہے۔

ناانصافی، ظلم، کرپشن اور غیر موثر قوانین کی وجہ سے انفعالِ ادارہ پر تحقیق اور پھر Check & Balance کی شروعات لازمی ہو جاتی ہے، اور نتیجۃً اسی موثر Check & Balance کی وجہ سے ایک دن اداروں کے اپنے وقار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان نکات کی مخالفت میں ضرور وہ لوگ پیش پیش ہوں گے، جو آج بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کو اپنا ذاتی اور بے دام غلام سمجھتے ہیں، اور اُن کے نزدیک عام انسانوں کی حیثیت کیڑے مکوڑوں سے زیادہ نہیں ہے، اور وہ اپنے غاصب ہونے کے سبب، اور اپنی نامکمل اور مبہم تعلیمات پر کمزور یقین کے سبب انھیں اپنی ذاتی سوچ، مفاد پر مبنی وجوہات کی بنا پر مسائل میں ہی الجھائے رکھنا چاہتے ہیں۔

ماشاءاللہ آپ نے نظام جماعت پر کافی گہری تحقیق کی ہے آپ کے خیال میں اِن نظامتی عہدیداروں کی افراد کے ساتھ ایسا رویہ اپنانے کی کیا وجوہات ہیں، اور افراد اس پر اصلاح کی آواز کیوں بلند نہیں کرتے؟

اِن کے ایسا کرنے کی ایک بہت بڑی وجہ عام افراد کے اندر Independent & Analytical Thinking کے عمل کو پروان چڑھنے سے ہر ممکن طور پر روکنا ہے۔ اسی لیے آج حالت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ عبادت گاہوں میں کھڑے ہو کر افرادِ جماعت کو مسلم کمیونٹی سے اسلام کے بارے میں Communication سے روکنے کے لیے علی الاعلان مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لیے دوسری قوموں کے محتاج ، افرادِ جماعت کو لاتعلق رکھتے ہوئے عمومی طور پر اپنے قوانین کو دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ہم آہنگ کرنے کے لیے نئی سے نئی آراء کی تلاش میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ پھر اُسے حکماً نافذ بھی کرتے ہیں۔ اسی نقطہ نظر کے تحت افراد کی Scences & Energies کو صرف دفاعی نوعیت کے کاموں پر لگا رکھا ہے، اور اپنی تحریر و تقریر سے اتنی Brain Washing کر رکھی ہے کہ اِن میں آزادانہ اور Comparative Study کی سوچ جنم ہی نہ لے سکے۔ آج اس پالیسی کے اثرات ہم صاف دیکھ رہے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں کس طرح افراد کے جائز حقوق کو اپنے مقاصد کے تحت کی

گئی دینی دنیاوی تاویلات کی مدد سے انہیں افراد کے لیے ناجائز بنادیا گیا ہے اور افراد بھی اس کو اسی نظر سے دیکھنے کے لیے اپنے آپ پر ذہنی جبر کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے زمانے سے ایسا ہی ہوتا دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ مگر سب سے بڑی وجہ نظامِ جماعت کی وہ بنیادی پالیسی ہے، جس میں صرف اور صرف افراد کے فرائض اور نظام کے حقوق کی طرف توجہ دی جاتی ہے، شاذونادر ہی کبھی نظام نے افراد کے حقوق اور اپنے فرائض کی بات کی ہے اور، اگر کی بھی ہے تو کسی کی طرف سے شدید احتجاج کرنے پر مجبوراً ہی کی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سبب ہے کہ آج نسلوں سے نظام کی اَن دیکھی زنجیروں میں بندھے افراد اپنے حقوق کی بات کرنا ہی بے ادبی خیال کرتے ہیں اور اس بارے میں نظام نے عقیدت واحترام کا ایک غلط اور شدید ناانصافی پر مبنی تاثر و مفہوم ان مظلوم افراد کے اندر راسخ کر کے کسی بھی اصلاح وحقوق کی سوچوں کو اپنے مذہب کے خلاف تصور کرنا سکھا دیا ہے۔ اور یہ رواج نظام نے افراد میں بڑا پختہ کر دیا ہوا ہے کہ نظام کے افعال پر بات کرنے والا ہمیشہ گناہ گار رہتا ہے، اسی تاثر کے تحت افراد بھی عام طور پر نظام کو دودھ کا نہایا ہوا سمجھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ جو نظام نے کہا ہے وہ ہی درست ہے اور یوں افراد نظام کی طرف سے سزا پانے والے ہر فرد کو غلط ہی تصور کرتے ہیں، چاہے وہ کتنا ہی بڑا سچ یا دلیل ہی کیوں نہ بیان کر رہا ہو، یہ نظام کا اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانے والوں کو دبانے کی کوشش میں ایک بہت بڑا اور Effective حربہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بہت اہم چیز یہ ہے کہ نظامِ جماعت نے Home Instituation کو اس صفائی سے اپنے جال میں جکڑ رکھا ہے کہ گھر کو گھر رہنے ہی نہیں دیا، اور ایک ہی گھرانے میں Devide & Rule کے تحت اس کو مختلف تنظیموں کے نمائندگان کی سیاسی آماجگاہ بنا دیا ہوا ہے۔ اگر خاوند اصلاح کی بات کرے گا تو اسکی لجنہ میں شامل بیوی سامنے کھڑی ہو جائے گی، اگر ماں انصاف کی بات کرے گی تو اس کی ناصرات میں شامل بیٹی سامنے کھڑی ہو جائے گی، اگر بہن حق بات کرے گی تو خدام میں شامل اس کا بھائی سامنے کھڑا ہو جائے گا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خاوند کے سامنے بیوی نہیں بلکہ بیوی کے شعور میں بھری نظام کی Brain washing & Fear اس وقت سامنے آکر اپنا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ ماں کے سامنے اس کی بیٹی نہیں بلکہ نظام کی بیٹی کے دل ودماغ پر بھری ہوئی عقیدت کی غلط اشکال سامنے آکر اپنا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ بہن کے سامنے اس کا بھائی نہیں کھڑا ہوتا بلکہ نظام کی طرف سے ابھارے گئے شدت پسندانہ جذبات کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی اصلاح کی مخالفت ہمارے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز، رشتہ دار، ملنے جلنے والے نہیں رہے ہوتے بلکہ نظام کی تعلیم میں جاہلیت پر مبنی Tactics اُن کے نفس اور لاشعور میں بیٹھ کر اُن سے کروا رہے ہوتے ہیں، جبکہ یہ لوگ خود بھی نہیں جانتے کہ ایسی مخالفت کر کے یہ درحقیقت کس کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، نظام کے پاس ان کی ہر بات کا جواب صرف ''سچی عقیدت و اطاعت کا ثبوت دیں'' ہوتا ہے۔ جہاں تک عہدیداروں کی طرف سے دباؤ ڈالنے کا تعلق ہے تو عہدیداروں نے تو یہ کرنا ہی ہے کیونکہ انہی کے نظام کے مفادات کا تحفظ حاصل کرنا ہی مقصود ہوتا ہے، اور اُن کی روزی، روٹی و نوکری کا بھی سوال ہوتا ہے، اب اُن کا ضمیر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، جاگتا ہے یا نہیں جاگتا، کتنے بااختیار ہیں وغیرہ وغیرہ یہ ایک الگ بات ہے۔

لیکن بسا اوقات انصاف کی بات کرنے والے گھبرا بھی جاتے ہیں، کہ یہ کیا آفت آ گئی ہے اور بظاہر یہ لگتا ہے کہ ان کے اپنے اُن کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس طرح کئی افراد اسی جذباتی کشمکش میں مبتلا ہو کر نظام کے عتاب کا نشانہ بنتے رہتے ہیں، اور اصلاح کے مواقع گنواتے رہتے ہیں، اور یہی نظام چاہتا ہے، اور یوں نظام کا گمراہ کُن جابرانہ کاروبار جاری رہتا ہے۔ جبکہ یہ مخالفت اُن کے اپنے نہیں کر رہے ہوتے بلکہ نظام کے قوانین، اصول وضوابط کر رہے ہوتے ہیں۔

کیا آپ کو انصاف پر مبنی حق بات کرنے کی وجہ سے دہائیوں سے جاری شدت پسندی پر مبنی نظامِ جماعت کی پالیسیز کے تحت عبرت ناک بنانے اور نفرت زدہ کرنے کے لیے جبراً اخراج از نظامِ جماعت کا نشانہ بھی بنایا گیا؟

میں نے عرصہ ۳ سال جماعتی اداروں سے ان کے اپنے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کے اندر رہتے ہوئے عام فرد کی حیثیت سے بنیادی انسانی حقوق کا دفاع کیا۔ مگر ان اداروں کو میرے خلاف فیصلے کرنے کے لیے اکثر اپنے ہی بنائے ہوئے اور Adopt کیے ہوئے قواعد وضوابط توڑنے پڑتے رہے، اور جب ان کی بڑی سے بڑی قیادت کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ بن پڑا تو ایک موقع پر میرے جبراً اخراج کا حکم بھی نافذ العمل کیا گیا۔ اس طرح کی بہت سے پہلوؤں کے باعث نظام جماعت اور اس کی تعلیمات کے کھوکھلے ہو جانے اور ذمہ دار سمجھے جانے والوں کا غیر ذمہ دار ہونا عیاں ہو گیا۔ اسی دوران نظامتی اداروں (جماعتی ادارے افرادِ جماعت کے لیے ہوتے ہیں، جبکہ یہ ادارے نظامِ جماعت کے تحفظ کے لیے ہیں اس لیے نظامتی ادارے ہی کہلائیں گے) اور ان سے وابستہ افراد کے باعث مسلسل ہر ممکن طور پر موجبِ عتاب بھی بننا پڑا، مگر چونکہ میری طرف سے یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھا اور اسی کی طرف سے آزمائش تھی اس لیے پاک پروردگار نے اپنے بے انتہا فضل اور کرم سے سرخرو بھی کیا، جابروں کے سامنے ڈٹے رہنے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے اسلام پر ایمان لانے جیسی انمول دولت سے نوازا (شکر الحمد للہ رب العالمین)۔ نظامِ جماعت نے میرے لیے ایک عبادت گاہ بند کرائی تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ہزاروں کی تعداد میں موجود مسجدوں میں سے کسی میں بھی جا کر نماز پڑھنے کی آسانی ہے۔

نظامتی عہدیداروں کی طرف سے اکثر پوری دنیا پر حکومت کرنے کی باتیں بڑے زور وشور سے افراد کو بتائی جاتی ہیں۔ آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جو نظام اپنی غلطیوں کی نشاندہی اور پھر اُن کی تصحیح کرنے کے قابل ایک صدی بعد بھی نہ بن سکا ہو، اپنے افعال سے اپنی تعلیمات کو درست ثابت نہ کر سکا ہو، جو افراد کے اندر Collective Thinking کے Evolution & Process کو بار بار اکابرین کے مخصوص جاہلانہ Mind Set کے باعث دم توڑنے پر مجبور کر دیتا ہو، اور جسے چلانے میں منافقت، ظلم، جبر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مبنی لاقانونیت کا آزادانہ اور بے باکانہ استعمال جائز اور موجبِ ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہو، جس کا مقصد صرف افراد کو کمال صفائی سے اور نت نئے طریقوں سے بیوقوف بنا کر اپنے تابع رکھنا ہو، جس میں نہ میڈیا آزاد ہو، نہ آزادی رائے کی اجازت ہو، نہ کوئی عام افراد کے مسائل کے حل کے لیے قانون

سازی کے ادارے ہوں، جس میں انصاف کی موثر فراہمی کے لیے کوئی واضح نصب العین نہ ہو، جس میں افراد کے صرف فرائض ہی فرائض ہوں، جس میں Quality کے معیارات کی فلاسفی Baised ہو، جو Freedom of Information نہ مہیا کرتا ہو، جو غیر نظامتی اداروں و ادارہ سازی کا سرے سے قائل ہی نہ ہو، جو اپنی حاکمیت کے واسطے سنگین عدم برداشت اور پُر تشدد طریقہ جات پر یقین رکھتا ہو، جو افراد کو اہم معاملات میں اعتماد میں لینے سے تعامل برتتا ہو، جو آزاد Accountability کے نام سے ہی بوکھلا جاتا ہو، جو افراد کو ان کے معاملات پر Open Debate سے باز رکھنے کو اپنا ایک اہم نصب العین جانتا ہو، جو اپنے بنائے ہوئے قوانین سے کنارہ کشی کر کے Human Friendly Laws کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہی نہ ہو، جو Check & Balance کی بات کو سخت بے ادبی سمجھتا ہو، اور جو بذاتِ خود مختلف دنیاوی سسٹمز سے مل ملا کر Colonialism کے دور میں بنا گیا ایک مربہ ہو اس کو ساری دنیا پر تو دور کی بات اُسے اپنے ہی محکوم افراد پر حکومت کرنے کا اہل تصور کرنا بھی محال ہے اور یہ سراب کے پیچھے بھاگنے کے مترادف ہے۔

نظامِ جماعت اور افرادِ جماعت کے آپس میں Interaction کی اصل نوعیت کیا ہے؟

یہ تو بالکل واضح ہے۔ نظام بعض قوموں کے معاشرتی قوانین کو فلاحی تصور کرتا ہے، اور اسے اپنے لیے نعمت قرار دیتا ہے۔ مگر جب یہی نعمت افراد جماعت نظامِ جماعت سے طلب کرتے ہیں، تو نظام کے مشیرانِ کرام، پالیسی میکرز اور فیصلہ ساز عہدیداروں کو یہ نعمتیں، نعمتیں نہیں لگتی ہیں بلکہ زحمتیں لگنے لگتی ہیں۔ کوئی بھی خود جائزہ لے کر دیکھ لے صاف نظر آئے گا کہ نظام فلاحی معاشروں کی بخشی گئی آزادی رائے پر بہت خوش ہوتا ہے، نظام سیاسی و سماجی پناہ ملنے پر بہت خوش ہوتا ہے، نظام اپنے حقوق کی بات کرنے والے لوگوں سے بہت خوش ہوتا ہے، نظام اپنے حق میں بات سن کر بہت خوش ہوتا ہے، نظام انسانی قدروں کے مطابق Treat کیے جانے پر بہت خوش ہوتا ہے، دنیا کی ساری انسانی ہمدردی کو اپنے لیے وقف ہو جانے کے حوالے سے بہت خوش ہوتا ہے، نظام آزاد عدلیہ کے قیام کو اپنے لیے نعمت سمجھتا ہے، آزاد میڈیا کو اپنے لیے رحمت سمجھتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن دوسری طرف جب افراد نظام سے آزادی رائے، آزاد میڈیا، آزاد عدلیہ، اپنے حقوق، انسانی قدروں، نظامتی عہدیداروں کے ظلم کے خلاف سیاسی و سماجی پناہ، انسانی ہمدردی، فلاحی قوانین وغیرہ کا مطالبہ کریں تو نظام کو یہ سب انتہائی مہلک اور ناجائز باتیں لگتی ہیں، یہاں نظام کے گناہ اور ثواب کے معیارات ہی بدل جاتے ہیں۔ یہ دوہرا معیار صاف بتاتا ہے کہ افراد اور نظام کا آپس میں تعلق بے حس و جابر وڈیرے اور کمی کمین سمجھے جانے والی رعایا کا سا ہی ہے، نظام اِن کو کم از کم باشعور و بارائے انسان نہیں سمجھتا ہے۔

کیا آپ کو نظامِ جماعت کی طرف سے کسی بھی قسم کے Security Threats کا سامنا کرنا پڑا اور اب کیا صورتِ حال ہے؟

نظامِ جماعت کے Behalf پر اس طرح کے مسائل میرے لیے کافی عرصہ سے موجود ہیں، جب میں نے نظام کے عہدیداروں اور اداروں کے بارے میں اپنی اپیلوں میں لکھا تو میرے گرد خوف و ہراس اور تنگی و ترشی کی فضا قائم

کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ لیکن میرا حفیظ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رحمت سے مجھے بچاتا چلا آیا ہے اور ہر مسلمان کی طرح مجھے اپنے اللہ پر ہی کامل بھروسہ ہے اور شکر الحمد للہ کہ اس سلسلہ میں سب تعریفوں کے مستحق اور سب قدرتوں کے مالک وخالق اللہ تعالیٰ نے رویا کے ذریعے بھی میری بہت رہنمائی فرمائی ہے۔ نظامِ جماعت سے تو کچھ بھی متوقع ہوسکتا ہے بہرحال نمائندگان نظام کی کبھی بھی، کسی بھی، کی گئی یا کرائی گئی ایسی نامناسب حرکت سے ان کے مضموم مقاصد مزید واضح ہوجائیں گے مجھے یقین ہے کہ پھر بھی سچ اور حق کی تلاش کرنے والوں کی ہمت نہیں توڑی جاسکے گی۔ ناانصافی اور ظلم کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرنا بھی ایک اعلیٰ عبادت ہے اور انسانیت کو بلند مقام عطا کرتا ہے۔

ahmedi.org کی جانب سے احمدیوں کو مہیا کئے گئے Independent Media کے بارے میں رائے:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ Ahmedi.org, thecult.info خوب نبھا رہی ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب میں نظامِ جماعت کا رکن تھا تو مجھے بھی عام پھیلائے گئے تاثر کے تحت یہ ویب سائٹس بہت خلاف جماعت لگتی تھیں مگر ایک بات جو اس طرف کھینچتی تھی وہ ان ویب سائٹس کا عام احمدیوں کو Independent Media کی فراہمی تھی اور اِن پر جناب اے کے شیخ صاحب کی وہ ویڈیوز تھیں جو دل ودماغ میں حقیقی سوالات اٹھا کر اُن کے جوابات ڈھونڈنے پر مجبور کردیتی تھیں۔ کئی مواقع پر میں نے خود بھی بانی سلسلہ احمدیہ کے حوالے سے سوالات جناب احمد کریم شیخ صاحب سے پوچھے اور تسلی بخش جوابات پائے، اور محترم محمد متین خالد صاحب کی توجہ اور محنت سے لکھی گئی انتہائی مفید کتب سے بھی خوب استفادہ حاصل کیا۔ بہرحال میں Ahmedi.org, thecult.info کی ساری ٹیم اور جناب مشتاق ملک صاحب، جناب احمد کریم شیخ صاحب، جناب چوھدری اکبر صاحب، جناب شاہد کمال صاحب اور مختلف ویب سائٹس اور اُن کے Disscussion Forums پر اپنے قلمی ناموں سے میرے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے والے بہنوں اور بھائیوں کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں اور اُن کے لیے ہمیشہ دعا گو ہوں۔

آپ ahmedi.org کے ذریعے ہمارے قارئین کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے:

عزیز دوستو! میرا اسلام لانا بغیر کسی کی طرف سے کی گئی ظاہری تبلیغ کے تھا، گوکہ اپنی ریسرچ کے حوالے سے بے شمار مسلم علماء اور ریسرچرز کے ساتھ میرا بہت اچھا تعلق بنا مگر کبھی کسی نے مجھے اسلام قبول کرنے کے لیے نہیں کہا، یہ آزادی رائے صرف اسلام میں ہی میسر ہے۔ میں نے خود سوال ڈھونڈے اور جواب تلاش کیے، آہستہ آہستہ اس سفر میں بے شمار نیک لوگوں کی دعائیں شامل ہوتی گئیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص کے باعث آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ممکن ہوا۔ افرادِ جماعت احمدیہ کو نظامِ جماعت کے تحت ظاہر کی جانے والی اور نہ ظاہر کی جانے والی دونوں طرح کی تعلیمات کی اصل گہرائی تک اتر کر خود اسکا تجزیہ کرنا چاہیے، اور اسلام کی اصل تعلیمات کو بھی دیکھنا چاہیے۔ مزید یہ کہ قادرِ مطلق، غفور الرحیم، عالم الغیب وشہادت، اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کے لیے دعا کریں۔ **لیس للانسان الاما سعی۔** تاکہ دین و دنیا دونوں میں حالتیں سنور سکیں۔ چند موضوعات لے کر اپنی مرضی کے مطالب نکال کر زبردستی ایک نیا

مذہب، لوگوں پر اپنی حاکمیت قائم کرنے کے لیے بنا لینے اور اختیار کر لینے کو فلاحی قدم تصور نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جس چیز کی بنیاد ہی غلط ہو اس سے خیر کی توقع رکھنا مناسب نہیں جانا جاتا۔ گو کہ ان نظامتی اربابِ اختیار ان کے افعال بتاتے ہیں کہ اِن کی ایک بڑی اکثریت اس بات پر کامل یقین نہیں رکھتی کہ کبھی اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی حساب کتاب کے لیے پیش ہونا ہے، ویسے ان کے دل میں کبھی یہ سوچ تو ابھرتی ہی ہوگی کہ جو بندوں کے سامنے حساب نہیں دے سکتے، وہ اللہ کے سامنے کس طرح حساب دیں گے۔ مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اربابِ اختیار صاحبانِ جماعت کو حق و سچ کی تلاش کے لیے مثبت قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور انھیں انسان دوست بننے کا موقع عطا فرمائے (آمین)۔

(آخر میں، میں Ahmadi.org کی ساری ٹیم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے Interview کے لیے بلایا اور اس ذریعہ سے عام فرد تک حقائق پہنچانے کی سہولت فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو، اور کامیابیاں عطا فرماتا رہے (آمین)۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔)

نوٹ: راجہ نعمان صاحب کا یہ تعارفی انٹرویو قارئینِ کرام کی خدمات میں پیش ہے۔ اس حوالے سے آپ کے جو بھی سوالات ہوں، اسے ahmedi.org کو ارسال کریں۔ ہمارا Ahmadya Awareness Compaing کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

براہین

معاصر مذہبی نقطہ ہائے نظر پر نقد و تبصرہ

از قلم: محمد عمار خان ناصر

o اسلامی شریعت: تعبیر و تشریح اور نفاذ o مسلم علمی روایت میں اجماع کا مقام

o مسجد اقصیٰ، یہود اور امت مسلمہ o توہین رسالت کا مسئلہ

اور اس کے علاوہ بہت سے اہم موضوعات
کا سنجیدہ علمی اور ناقدانہ تجزیہ

[صفحات: ۷۲۰ ۔ قیمت (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ) ۴۵۰ روپے]

مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0334-4458256 / 0306-6426001)

قسط:۲

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

والد محترم نذیر مجیدیؒ (۱۹۰۵ـ۱۹۹۳)

''شہرلبِ دریا'' کے مصنّف نے میرے والد مرحوم کے بارے میں جو کچھ بھی تحریر کیا ہے وہ اُن کی پوری زندگی کی ادھوری کہانی ہے۔ جب یہ کتاب زیرِ ترتیب تھی تو میری اُن سے ملاقات نہ ہو سکی ورنہ میں اُنہیں کچھ اور واقعات بھی بتاتا۔ اُن کی تحریر میں والدِ محترم کی صرف صحافتی زندگی کی ایک جھلک موجود ہے یا پھر اُن کے رفاہی اور اصلاحی کاموں کا ایک ادھورا سا ذکر جو وہ اپنی زندگی میں محض اللہ کی رضا کی خاطر سرانجام دیتے رہے کہ مسلمان کی زندگی کا اوّلین نصب العین اور مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اور عاقبت سنور جائے۔

تعلیم

والدِ محترم نے اپنی ابتدائی تعلیم چنیوٹ میں ہی مکمل کی۔ میٹرک کے بعد غالباً ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ کالج لائلپور (فیصل آباد) جو اُس وقت ہائی سکول سے انٹر کالج کا درجہ حاصل کر چکا تھا میں داخلہ لیا۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ جب میں داخلے کی درخواست لے کر پرنسپل صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تو اُس وقت میں نے تہبند باندھ رکھا تھا۔ درخواست پرنسپل صاحب کے سامنے تھی۔ اُنہوں نے ایک نظر درخواست پر ڈالی اور دوسری نظر میرے لباس پر، مسکراتے ہوئے پرنسپل صاحب نے مجھے کہا:

Mr.Nazir you should be in proper dress

''مسٹر نذیر تمہیں مناسب لباس میں ہونا چاہیے''

والد صاحب نے بڑے اعتماد کے ساتھ جواب میں کہا:

Sir I am in proper dress

''جناب میں مناسب لباس میں ہوں''

پرنسپل صاحب مسکرا کر خاموش ہو گئے اور مجھے داخلہ مل گیا۔ والد صاحب نے مجھے بتایا کہ میرے ساتھ میرے بچپن کے دوست، ساتھی اور محلے دار مشہور مزاح نگار شاعر و ادیب جناب خضر تمیمی نے بھی داخلہ لیا۔ مشہور شاعر ن۔م راشد بھی میرے کلاس فیلو تھے۔ اُن دنوں ن۔م راشد، راشد نہیں خضری تخلص رکھتے تھے، ادھر خضر تمیمی بھی شاعر تھے جن کا نام مولا بخش تھا لیکن تخلص اُن کا خضر تھا۔ کالج میں دوسرے طلباء ن۔م راشد کو ''خضر کی خضری'' کہہ کر چھیڑا کرتے۔ چنانچہ

ن۔م راشد نے تنگ آ کر حضری تخلص کو چھوڑ کر راشد تخلص رکھ لیا۔ والد صاحب نے یہ بھی بتایا کہ کہ ن۔م راشد اور راجہ ایف۔ ایم ماجد جو دونوں بھائی تھے۔ ان کے والد اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ میں ایک عرصہ تک مدرس رہے اور ان بھائیوں کا بچپن چنیوٹ میں ہی گزرا تھا۔ بعد میں راجہ ایف۔ ایم ماجد میرے استاد ہوئے۔ Politcal science ''علم سیاسیات'' مجھے فیصل آباد گورنمنٹ کالج میں راجہ صاحب ہی پڑھاتے رہے۔ پھر لاہور میں بھی ایم۔ اے کے دوران یونیورسٹی میں Muslim Politcal thought میں نے راجہ ایف۔ ایم ماجد سے ہی پڑھا۔ ان کے بارے میں مزید تفصیلات آگے آئیں گی یہاں صرف اُن کا ذکر ہی کافی ہے کہ میں آج بھی اُن کی اہلیّت، قابلیت اور شرافت کا اُسی طرح قائل ہوں جس طرح پہلے تھا۔

والد محترم نے جس طرح ایک جگہ ٹک کر کام نہیں کیا ویسے ہی اُنہوں نے اپنا تعلیمی دور بھی ایک جگہ مکمل نہیں کیا۔ کالج کی تعلیم اگرچہ لائل پور گورنمنٹ کالج سے شروع کی لیکن جلد ہی لاہور اسلامیہ کالج چلے گئے، وہاں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے پھر وہاں سے ایس۔ ای کالج بہاول پور چلے گئے۔ اُن کے ماموں زاد بھائی محمد بشیر جو بعد میں ماسٹر بشیر کے نام سے چنیوٹ میں ایک ممتاز اور منفرد ٹیچر کی حیثیت سے مشہور ہوئے اُن کے ہمراہ ایس۔ ای کالج میں ہی زیر تعلیم رہے، والد محترم بتاتے تھے کہ ایس۔ ای کالج غریب اور لائق طالب علموں کے لیے نعمتِ خداوندی سے کم نہ تھا۔ جہاں پر وہ تمام مراعات ایک اچھے طالب علم کو حاصل تھیں جو تعلیم جاری رکھنے کے لیے لازمی اور ضروری ہوتی ہیں۔ ایس۔ ای کالج کے ادبی مجلّہ کے ایڈیٹر بھی بن گئے۔ اسی کالج میں والد صاحب کا دوستانہ ڈاکٹر محمد باقر سے ہوا وہ والد صاحب کے کلاس فیلو تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ اورنٹل کالج لاہور میں پروفیسر رہے اور پھر کالم نگار کے طور پر بھی اُن کی اچھی خاصی شہرت رہی۔ فوج سے فارغ ہوئے تو کئی بار ہمارے گھر والد صاحب کو ملنے کے لیے آئے۔ مجھ سے بھی اُن کی ملاقات ہوتی تعلیم پر توجہ دینے کی تلقین کرتے ہوئے مجھے یوں محسوس ہوتا کہ ڈاکٹر باقر صاحب میری تعلیم کے بارے میں میرے والد صاحب سے بھی زیادہ فکرمند ہیں۔ بچپن میں والد صاحب کی الماری میں ڈاکٹر محمد باقر کے خطوط جو انہوں نے والد صاحب کے نام لکھے، کی ایک بھاری بھرکم فائل بھی میری نظروں سے گزری۔ جو بعد میں کہیں لاپتہ ہوگئی ورنہ اُن خطوط سے والد محترم کی زندگی کے کئی پہلو سامنے آتے۔ ایس۔ ای کالج بہاول پور والد صاحب کی زندگی میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جس کا تذکرہ وہ اکثر کرتے۔ بتاتے تھے کہ اُن دنوں چنیوٹ ریلوے اسٹیشن نہیں تھا۔ ہمیں چنیوٹ سے چک جھمرہ جانا پڑتا جہاں سے ہم بہاول پور کے لیے گاڑی پکڑتے۔ بہاول پور شہر اور وہاں کے لوگوں کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ لوگوں کی سادہ زندگی اور شرافت جس میں خلوص کی چاشنی نمایاں تھی نے شہر کی فضا کو پرکشش اور پُرکیف بنا دیا تھا۔ شہر کے لوگ طالب علموں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بازار سے گزرتے طالب علموں کو دیکھ کر دکاندار کھڑے ہو جاتے تھے اور سلام کرتے، شاید اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ نہ جانے کہاں کہاں سے علم کی دولت سمیٹنے یہاں آئے ہیں۔ ہمیں ان کی قدر و منزلت کرنی چاہیے۔ ہمارے شہر میں مہمان ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ یہ پوری

توجہ کے ساتھ اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ بی۔اے کا امتحان اسی کالج کی طرف سے دیا اور تعلیم سے فارغ ہو گئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد والد محترم بمبئی چلے گئے۔ سیٹھ مہر بخش اور سیٹھ دین محمد دونوں بھائی چنیوٹ کی شیخ برادری میں سے تھے۔ بڑے وسیع پیمانے پر اُن کا کاروبار تھا۔ اتنی جائیداد کے مالک تھے کہ بقول والد مرحوم، حکومت نے بمبئی میں اُن پر مزید جائیداد خریدنے پر پابندی لگا دی تھی۔ یہ دونوں بھائی دادا جان کے دوستوں میں تھے۔ انتہائی خدا ترس، غریب پرور۔ اُنہوں نے دادا جان کو اجازت دے رکھی تھی کہ چنیوٹ کے کسی بھی لڑکے کو وہ جب چاہیں بمبئی اُن کے پاس بھیج دیا کریں۔ بمبئی میں والد صاحب کچھ عرصہ تک تو اُن کے پاس ملازمت کرتے رہے پھر جلد ہی بمبئی چھوڑ کر مختلف شہروں میں ملازمت کرتے رہے۔ بمبئی سے کلکتہ، کلکتہ سے آگرہ، آگرہ سے مدراس، مدراس سے لکھنؤ اور پھر لاہور۔ لاہور میں کچھ عرصہ مولانا ظفر علی خاں کے اخبار زمیندار میں بھی کام کیا۔ کہا کرتے تھے کہ ظفر علی خاں سیر کے بڑے شوقین تھے اگر کوئی مہمان بھی اُن کے ہاں قیام پذیر ہوتا تو اُسے بھی صبح سیر کے لیے اُٹھا لیتے۔ پیدل چلنا شاید اُن کا سب سے بڑا مشغلہ تھا۔ والد صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ مجھے کہنے لگے مجیدی چلو امرتسر کام ہے۔ لاہور سے بس پر بیٹھے تو بس راستے میں خراب ہو گئی۔ کہنے لگے کہ اب کون اس کی درستگی کا انتظار کرے امرتسر یہاں سے کونسا دور ہے۔ پیدل چلتے ہیں چنانچہ ہم دونوں پیدل چل کے امرتسر پہنچے۔ دوست واحباب اُن کے ہاں مہمان ٹھہرنے سے کتراتے تھے کہ صبح ظفر علی خان کے ساتھ لمبی سیر پہ جانا پڑے گا۔ ''شہرِ لبِ دریا'' کے مصنف کا والد صاحب کے بارے میں درج ذیل تجزیہ درست ہے کہ:

> ''سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد بھی علم سے اُن کا رشتہ استوار رہا۔ وہ اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، درس وتدریس سے اگرچہ وابستہ ہو گئے لیکن ان کی سیماب صفت کو قرار نصیب نہ ہوا۔ کشتِ جاں میں کھِلتی ہوئی کونپلیں نئی روشنی کی منتظر تھیں۔ ہمہ وقت سیر وسیاحت کی جستجو انہیں بے چین رکھتی، اوائل عمر میں اکثر یوں ہوا کہ وہ اچانک گھر سے نکل جاتے اور دور دراز علاقوں اور شہروں میں گھوم پھر کر چپکے سے واپس پلٹ آتے۔ کم سنی میں ہی دہلی، کلکتہ، لاہور مدراس، لکھنؤ، بمبئی غرضیکہ سارا برصغیر دیکھ لیا پھر یہاں سے جی بھر گیا اور جاپان جا پہنچے۔''

جاپان میں

میں ابھی والدہ ماجدہؒ کی گود میں تھا کہ والد صاحب نے چنیوٹ کی ہی شیخ برادری منوؤں کے ہاں ملازمت کر لی۔ جنہوں نے اُنہیں جاپان میں اپنے دفتر میں بطور آفس منیجر تعینات کر دیا۔ جاپان کے شہر ''کوبے'' ڈیڑھ دو سال تک رہنے کے بعد پھر لوٹ آئے۔ جب جاپان سے آئے تو میں تقریباً دو ڈھائی سال کا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں اُنہیں پہلی دفعہ ہوش میں دیکھا جب میری والدہ ماجدہ نے اشارہ کر کے میرے کان میں کہا کہ ''دیکھو وہ تمہارے ابا جی آ گئے ہیں'' سرخ وسفید دمکتا چہرا جس پر چیچک کے داغ اور سر پر کالے رنگ کی ٹوپی اُنہوں نے پہن رکھی تھی۔ یہ سب کچھ میرے تصور کی

سکرین پر آج بھی موجود ہے۔ والد صاحب جاپان سے بہت کچھ اپنے ساتھ لائے تھے۔ ایک بہت بڑا چمڑے کا صندوق تو صرف جاپانی کھلونوں سے بھرا ہوا تھا جو ہم نے برادری اور محلے داروں میں اپنے جاننے والوں میں تقسیم کیا۔ کھلونے بچے گلیوں اور بازار میں لیے پھرتے تھے اور ہمارے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ انہوں نے دیے ہیں۔ جب جاپان سے آئے تو اُن کا لباس کلیتاً فرنگی تھا۔ اُن دنوں کی ایک تصویر اب بھی میری البم میں موجود ہے۔ جاپان کے کسی سٹوڈیو کی بنی ہوئی ہے۔ جس میں پینٹ کوٹ پہنے گلے میں ٹائی لگائے ''فلٹ ہیٹ'' ساتھ رکھے بڑے نرالے انداز میں کیمرے کے سامنے بیٹھے ہیں برسوں بعد جب ایک دفعہ میں نے اُنہیں وہ تصویر دکھائی اور کہا کہ کبھی آپ ایسے بھی تھے۔ تو اُنہوں نے جھٹ اپنا قلم نکالا اور تصویر کے اوپر لکھ دیا ''زمانہ جاہلیّت میں''

ہم ذرا بڑے ہوئے تو ہمیں جاپان کی باتیں سناتے۔ اُن کی باتوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جاپانیوں سے بڑے متاثر ہوئے ہیں۔ ایک دن اُنہوں نے بتایا کہ میرے دفتر میں ایک جاپانی بھی ملازم تھا۔ اُس نے دفتر کے اوقات میں میرے پاس آ کر کہا کہ ''سر آج مجھے صرف ایک گھنٹے کی چھٹی چاہیے'' پہلے تو میں حیران ہوا کہ جاپانی چھٹی مانگ رہا ہے۔ پھر میں نے اُسے کہا کہ اچھا چلے جانا۔ وہ اُس وقت پر اپنی سیٹ سے اُٹھ کر چلا گیا۔ میں نے نوٹ کیا کہ عین ایک گھنٹے کے بعد وہ اپنی سیٹ پر بیٹھا دفتری کام میں مصروف تھا۔ اب مجھے تجسس کہ اس سے پوچھوں کہ آخر اُسے کیا ضرورت تھی کہ صرف ایک گھنٹے کے لیے کام چھوڑ کر کہیں جانا پڑا۔ چنانچہ جب دفتر بند ہونے والا تھا تو میں نے اُس جاپانی سے پوچھا کہ آپ کو کیا کام تھا کہ آپ نے ایک گھنٹے کی چھٹی لی۔ تو اُس جاپانی کا جواب تھا کہ:

''سر آج میری شادی تھی اور اس سلسلہ میں ایک خاص تقریب میں میری شرکت لازمی تھی، اُس ایک گھنٹے کی چھٹی کے لیے میں آپ کا شکر گزار ہوں اور معذرت خواہ بھی۔''

اسی طرح کے اور کئی واقعات وہ سناتے۔ ایک دفعہ بتایا کہ میں ایک جاپانی سے راستہ پوچھ بیٹھا، مجھے جہاں جانا تھا اُس جگہ کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اُس جاپانی کو بھی اُس جگہ کا پتہ نہیں تھا۔ وہ میرے پاس ہی کھڑا ہو گیا اور دوسرے راہ چلتے جاپانی کو روک کر پوچھا، اُسے بھی معلوم نہیں تھا تو وہ بھی میرے پاس رک گیا۔ اس طرح چھ سات جاپانی میرے اردگرد کھڑے تھے اور میں پریشان کہ میں نے کیا کیا، انہیں بھی پریشان کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں چلا جاؤں گا آپ اپنے کام پر جائیں، وہ نہیں مانتے تھے۔ بالآخر اللہ نے کیا ایک اور جاپانی آ گیا اُس نے مجھے راستہ بتایا تو وہ سات آٹھ جاپانی اُلٹا میرا شکریہ ادا کرتے، جہاں اُنہیں جانا تھا چلے گئے۔

والد صاحب کہتے تھے کہ جب بازار میں بھیڑ زیادہ ہو جاتی تو عورتیں اور مرد اپنے جسم کو سکیڑ لیتے تھے اور آہستہ آہستہ جاپانی زبان کا ایک لفظ ہر ایک کی زبان پر ہوتا جس کا مطلب تھا ''معاف کرنا، معاف کرنا'' ہماری طرح بھیڑ کے وقت دھکم پیل وہاں پر نہیں دیکھی گئی۔

ایک دفعہ میری عینک ''ٹرام'' میں رہ گئی میں نے نئی عینک نئی خرید لی لیکن کچھ دنوں بعد جب میں پھر اُس ''ٹرام''

میں سفر کے لیے بیٹھا تو اُس کے Car Conductre نے میری وہ گم شدہ عینک واپس کرتے ہوئے مجھ سے اُلٹی معذرت کی اور میں حیران تھا کہ اُس نے مجھے کیسے پہچان لیا اور میری عینک کو کتنی احتیاط کے ساتھ اپنے پاس رکھا اس اُمید پر کہ کبھی تو میں اُسے دوبارہ ملوں گا۔

اس طرح کے کئی واقعات وہ ہمیں سناتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ قومیں اپنی زندگی کس انداز میں بسر کرتی ہیں۔ ایک دن میں نے اُن سے پوچھ لیا کہ ابّا جان آپ بھلا جاپان سے کیوں واپس آ گئے وہیں رہتے آج ہم بھی جاپانی ہوتے تو مزہ آ جاتا۔ کہنے لگے کہ مالکان کے ساتھ میرا معاہدہ تھا کہ سال کے بعد وہ میرے بچے بھی جاپان بلوالیں گے۔ سال گزرنے کے بعد جب میں نے تقاضا کیا تو اُنہوں نے ٹالنا شروع کیا۔ میں جان گیا کہ یہ لوگ وعدہ سے منحرف ہو چکے ہیں تو میں استعفا دے کر واپس آ گیا۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ چنیوٹ کا لڑکا جاپان میں عیش سے رہ رہا ہے بھلا چھوڑ کر کہاں جائے گا۔ لیکن یہ اُن کی بھول تھی۔

لاہور میں قیام (روزنامہ پاسبان)

جاپان سے واپس آنے کے بعد اُنہیں کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا کہ اب وہ اکیلے نہیں تھے۔ بیوی بچے بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اگرچہ یہ چار نفوس پر مشتمل ایک چھوٹا سا کنبہ تھا۔ (والدِ محترم، والدہ محترمہ اور ہم چھوٹے چھوٹے دو بھائی شبّیر، صغیر) تاہم ضروریات زندگی کسی نہ کسی روزگار کی تلاش کے لیے انسان کو مجبور کر دیتی ہیں۔ اور ویسے بھی والد صاحب نے کوئی پہلی دفعہ تو نوکری نہیں چھوڑی تھی اُنہیں تو ایک عادت سی ہو گئی تھی کہ ایک کام چھوڑ کر دوسرے کام کے لیے منصوبہ بندی کرنا۔ اس بار اُنہوں نے لاہور سے ”روزنامہ پاسبان“ نکالنے کا منصوبہ بنایا، اور اس منصوبے میں چنیوٹ کے ہی ایک دوست کیپٹن ممتاز ملک اُن کے شریک کار تھے۔ چنانچہ ہمیں ساتھ لاہور لے گئے اور محلّہ مصری شاہ میں ایک مختصر سے مکان میں ہم رہائش پذیر ہوئے۔ یہی وہ مکان ہے جہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ والد صاحب نے ایک بڑا اکلنڈر دیوار پر لگا دیا تھا جس پر موٹے حروف میں الف۔ بے لکھی ہوئی تھی۔ مجھے الف۔ بے پڑھاتے تھے۔ اُس وقت میری عمر تین چار سال کے لگ بھگ ہو گی لیکن اس عمر میں بھی میں بڑا ہوشیار اور دلیر تھا کہ ایک پڑوسی کا خالی تانگہ لے اُڑا اور بازار میں آ گیا۔ لوگوں نے شور مچایا اور مجھ سے اُس خالی ٹانگے کی جان چھڑائی یا پھر میری جان بچائی۔ اس طرح کے اور کئی اور واقعات اُس دور میں مجھ سے سرزد ہوئے جو شرارتی بچوں سے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی والد صاحب ہمیں دادا جان کے ایک دوست جنہیں ہم سب گھر والے ”پیر جی“ کہتے تھے کے ہاں لے جاتے۔ جب کبھی اُن کے گھر گئے چند دن گزر جاتے تو ہم خود اُن کے گھر جانے کا تقاضہ کرتے کہ وہ لوگ ہم بچوں سے بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور اُن کے گھر سے واپس آنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ایک دفعہ میں اپنے والد صاحب کی انگلی پکڑے سڑک کے کنارے چل رہا تھا کہ بہت سارے لوگوں کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا، میں نے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ لوگ یہاں کیوں اکٹھے ہوئے ہیں؟ والد صاحب نے کہا کہ یہاں جلسہ ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ جلسہ کیا ہوتا ہے تو جواب ملا کہ لوگ ایک آدمی کی بات کو سننے کے لیے ایک

جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جب وہ بات سن رہے ہوتے ہیں تو اُسے جلسہ کہا جاتا ہے۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جلسہ شاید موچی دروازے یا پھر دہلی دروازے کے باہر تھا۔ اور یہ سلسلہ تحریک مسجد شہید گنج کہ جب میں اپنی عمر سے اندازہ لگاتا ہوں تو ۳۷-۱۹۳۶ء کا سن ہی بنتا ہے اور پھر ''روزنامہ پاسبان'' اخبار بھی اُسی دور کی بات ہے کہ اخبار کی ضمانت ضبط ہوگئی تھی اور ڈیکلریشن کیپٹن ممتاز ملک کے نام تھا جو دوسری جنگ عظیم سے پہلے ہی فوج میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ میں بھرتی ہو گئے تھے۔ لہٰذا اخبار بند کرنا پڑا۔ یہ بات بھی جب میں بڑا ہوا تو اُنہوں نے ہی بتائی کہ اخبار ضیغم احرار شیخ حسام الدینؒ کے ایک قابل اعتراض بیان کے شائع کرنے پر ضبط کیا گیا۔ تاہم اُن کے بیان کے مطابق اخبار بڑی کامیابی کے ترقیاتی مراحل طے کر رہا تھا۔ جہازی سائز کا پرچہ انتہائی اچھی طباعت کے ساتھ بہت جلد عوام مقبول ہوگیا تھا۔ میں نے اپنے بچپن میں ''پاسبان'' کے کچھ پرچے اپنے گھر میں دیکھے تھے جن میں بیرون ملک ایجنسیوں کے نام اور پتے بھی درج تھے۔ اخبار ہر لحاظ سے ایک معیاری اخبار تھا اور کامیابی کے ساتھ چل رہا تھا۔ مجھے ''شہرلب دریا'' کے اس تجزیے سے اتفاق نہیں کہ ''روزنامہ پاسبان کا اجراء کسی باقاعدہ منصوبہ بندی کی بجائے وقتی تحرک اور ذاتی ذوق وشوق کی کارفرمائی تھی اس لیے اخبار کوئی مستقل اور ہمہ گیر صورت اختیار نہ کر سکا'' ایسا نہیں بلکہ اصل بات یہ تھی کہ اخبار انگریز دشمنی اور اس سے نفرت کے اظہار کی وجہ سے بند ہوا۔ شیخ حسام الدینؒ کا وہ بیان ایسا تھا ہی تو اخبار بند ہوا۔ اور یہ نفرت تو ہمارے خاندان کے ہر فرد میں اس وقت بھی موجود تھی اور آج بھی موجود ہے۔ منصوبہ بندی میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ تھی کہا جاسکتا ہے

ہم لوگ تھے اپنی وضع کے اور دھن میں رہتے تھے

یا پھر

ہر سود و زیاں سے بالا ہو کر ہم نے سچ کو پالا ہے
ہاں قدم قدم پہ لوگوں نے ہم کو ہی تو زنجیر کیا

سوداگر چہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے اس کا
آخری انجام قلت اور کمی ہے (حدیث مشکوٰۃ)
فلک الیکٹرک سٹور
ہمارے ہاں سامان وائرنگ ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے
گری گنج بازار، بہاول پور　پروپرائیٹر فلک شیر 0312-6831122

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● آنسوؤں کا سفر　　　　　مصنف: ڈاکٹر عبدالشکور عظیم

ضخامت: ۱۸۳ صفحات　　　　قیمت: ۱۵۰ روپے　　　ملنے کا پتہ: حمزہ جیولری ہاؤس، جی ٹی روڈ کوٹ ادّو۔ مظفر گڑھ

زیرِ نظر کتاب کے مصنّف جناب ڈاکٹر عبدالشکور عظیم ایک متدین اور با شرع خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ گھر کے ساتھ ساتھ اُنھیں گھر سے باہر بھی دینداری کے ماحول میں رہنے اور اُس کی برکات سے مستفید ہونے کا بھرپور موقعہ ملا۔ میڈیکل کالج کی تعلیم کے دوران بھی اُنھیں مخلص اور باعمل علمائے دین کی تربیت و ہم نشینی کا شرف حاصل رہا۔ چنانچہ دین داری اور علمائے دین سے محبت واحترام کے رویّے اُن کے مزاج کا جزوِ لاینفک بن چکے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب کا شانِ تصنیف یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے مصنف کو زیارت بیت اللہ و مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میسر ہوئی۔ مصنف نے اس چند روزہ قیام کے دوران قلب ونظر پر وارد ہونے والے ہر احساس و جذبے کو قلم کے سپرد کیا ہے۔ کسی بھی سفر نامۂ حج یا سفر نامۂ عمرہ میں سب سے اہم چیز یا سب سے بنیادی نکتہ اپنے احساسات و جذبات کی مکمل صورت گری کی جائے۔ فاضل مصنف نے اسی اصول کی مکمل اتباع کرتے ہوئے صرف اور صرف احساس ہی کی ترجمانی کی ہے، اور انصاف کی بات یہ ہے کہ مصنف ادھر ادھر کی فالتو باتوں اور احساس وادراک کے بغیر گائیڈ بکس جیسی معلومات نویسی سے اپنی کتاب کو بچانے میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ البتہ ایک بات قابلِ غور ہے اور وہ یہ کہ بہت کچھ صرف محسوس کرنے کے لیے ہوتا ہے اور سب کچھ تحریر واشاعت کے لیے نہیں ہوا کرتا۔ ہر احساس کو پیراہنِ الفاظ میں مستور کر دینے سے یک گونہ احساس کی بے حرمتی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔　　　(تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● اپنے ہونے کی حیلہ سازی　　　　شاعر: جمشید اقبال

ضخامت: ۲۰۰ صفحات　قیمت: ۳۵۰　　　پیشکش: پیس پبلکیشنز۔ بہاولپور

جناب جمشید اقبال بہاولپور کی علمی وادبی اعتبار سے زرخیز اور تاریخی روایات کی حامل سرزمین کے نئے نمائندہ ادیب ہیں۔ نئی نژاد کے ادب پروروں میں اُن کو اہم مقام حاصل ہے۔ زیرِ نظر کتاب سے پہلے اُن کی پہلی کتاب (بطور مرتب) ''معیاری ادب...... خدا حافظ؟'' کے غیر معمولی اور چونکا دینے والے عنوان کے ساتھ منصّۂ شہود پر آ کر ادب کے سنجیدہ قارئین کی توصیف و توجہ حاصل کر چکی ہے۔ کتاب کا غیر معمولی عنوان اور اُس کے مندرجات کم از کم اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ مرتب کو (جو زیرِ تبصرہ دیوان کے شاعر بھی ہیں) ادب کے معیار سے گہری دلچسپی ہے اور ادبی

لایعنیت سے اُن کی طبیعت کو نفور ہے۔ مرتب نے اپنی شخصیت کے اسی تأثر کو مزید گہرا اور مضبوط کرتے ہوئے ایک شعری مجموعہ بھی شائع کیا ہے جو اس وقت ہمارے زیرِ تبصرہ ہے۔ اگرچہ جناب جمشید اقبال تخصصات کی وحشت کے اس زمانے میں خوش قسمتی سے اس وبا سے محفوظ ہیں اور ان کی شخصیت ہمہ جہت نہ سہی تو کثیر الجہات ضرور ہے اور اُن کی طبعِ رسا کو شعر، تنقید، افسانہ اور خصوصی تجزیاتی مطالعات جیسی متعدد اصناف سے دلچسپی ہے، مگر شعبہ تدریس سے وابستہ اس ادب نواز کا بنیادی ربط اور پہلا علاقہ ''شعر'' ہی ہے کہ ''طبیعت اس طرف راغب ہوتی ہے''۔

شعر میں طبع آزمائی اور مشقِ سخن کرتے ہوئے اور بطورِ شاعر اپنی پہچان اور شناخت قائم کیے ہوئے اگرچہ اُن کو زیادہ مدّت نہیں ہوئی ہے اور نو آموزی اپنے لوازم و مستلزمات کے ساتھ ابھی اُن کے ہاں محسوس ہوتی ہے لیکن اس مجموعے کی ورق گردانی کرتے ہوئے بہت سے ایسے اشعار مطالعے میں آتے ہیں کہ قاری کی توجہ اور دلچسپی کو انگیخت کرتے ہیں، کسی جگہ پر اس قسم کے ایک سے زائد اشعار اکٹھے ہو جائیں تو غزل بہت جاندار ہو جاتی ہے۔ مثلاً مطلع ہے کہ:

سچائی کی راہوں میں بکھر کیوں نہیں جاتا
جو کام مجھے کرنا ہے وہ کر کیوں نہیں جاتا

اور اُس کے بعد ارشاد ہوا ہے

ہر گام پہ یہ مجھ کو رُلاتا ہی رہا ہے
اندر کا یہ انسان گزر کیوں نہیں جاتا
اک بوند ہوں پانی کی مگر باقی ہوں اب تک
کیا بھید ہے دھرتی میں اُتر کیوں نہیں جاتا

اسی طرح مطلع ہے کہ:

دل سنبھلتا ہے نہ یادوں کی دُکھن جاتی ہے
اور نہ سینے سے ترے غم کی چُبھن جاتی ہے

نظم اور خاص طور پر آزاد نظم جمشیؔد کا پسندیدہ میڈیم ہے۔ اور اِس میں اُن کی اعلیٰ ادبی صلاحیتوں کا ظہور نسبتاً مضبوط تر اسلوب سے ہوتا ہے۔ اظہار کی یہ عمدگی اُس وقت دو چند بلکہ دہ چند ہو جاتی ہے جب وہ نظمِ معرّیٰ میں ''حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم'' کو مخاطب کر کے اپنے زمانے کے آشوب ہا کی روداد کہتے ہیں۔ آزاد نظم پر اُن کی قدرت اور طلاقت دیکھتے ہوئے اُن کے دیباچہ نگار (نقش نگار) جناب ڈاکٹر ذیشان اطہر کے اس مشورے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ ''اپنی آزاد نظم کو جتنا زیادہ سے زیادہ پھیلا سکو تو یہی تمھیں زمانے بھر میں ایک اعلیٰ اور ارفع مقام دلوا دے گی''۔

جمشیؔد قلزمِ ذات کی شناوری کے ساتھ ساتھ مزاجِ کائنات کی صورت گری و نقد نگاری بھی کرتے ہیں۔ ''اپنے

ہونے کی حیلہ سازی'' ایک عجیب وغریب رویہ ہے جو آج کل ہمیں اور ہمارے معاشرے کو درپیش ہے۔ جمشید اس رویے اور اس جیسی دیگر ذہنی کمزوریوں کے شدید ناقد ہیں۔ گویا اُن کے ہاں صرف زمزموں کی دُھنیں ہی نہیں بلکہ تنقید و معارضہ بھی ہے۔ تنقید کے اِس عمل میں اُنھیں بھی جون ایلیا کی طرح ''طورِ دہ صدی کے بے طور ہونے'' کا ہی دکھ ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ ہزار سالہ روایت، تہذیب و تمدن کی خوبیوں کے زوال فکری بانجھ پن اور کورانہ تقلید سے پیدا ہونے والے اجتماعی مسائل پر دل گرفتہ ہیں۔ ایک نعتیہ نظم میں وہ کہتے ہیں کہ ''حضورِ اقدس / زمانہ دلدل میں دھنس رہا ہے / اور اپنی بربادیوں پہ نازاں بڑی ڈھٹائی سے ہنس رہا ہے / حضورِ اقدس یہ لوگ آنکھوں پہ پٹی باندھے / طلسمِ شب کا شکار ہو کر سیاہ رستوں پہ چل رہے ہیں / اور اپنے جسموں کے کھنڈروں پہ جدیدیت کی مرصّع جھالر / سجا کے ہر لحہ ریگزاروں میں ڈھل رہے ہیں۔

جمشید آہنگ وعروض سے آشنا ہیں، رکن و جزء کی حرمت کے قائل ہیں، استعارہ و تشبیہ کی باریکیوں سے واقف ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صاحبِ مطالعہ شاعر ہیں لیکن اُن کے مجموعۂ کلام میں ایسے اشعار، مصاریع اور لائنوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے جن میں فقط ایک آنچ کی کسر محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ کہیں کہیں تو ایک سے بھی کم۔ یون بلکہ شاید آدھ آنچ بھی کافی ہو۔ معلوم نہیں اِس کا سبب کیا ہے جلد بازی تو نہیں ہے۔ کیونکہ دیباچہ نگاروں کی اطلاع کے مطابق اس مجموعے میں تقریباً گیارہ سال کی مشق کے نتائج یکجا کیے گئے ہیں، شاید انتخاب میں مسامحت یا کچھ اور۔

مجموعی طور پر کتاب لائقِ مطالعہ، اشعار رنگین، موضوعات چیدہ، افکار چنیدہ اور شعری تنظیم عمدہ ہے۔ کتاب کا قاری جمشید اقبال کو صحرائے شعر کی مسافتوں میں خوش آمدید کہتا ہے اور اُن کے منزلوں سے کامران ہونے کا قائل ہو جاتا ہے۔

(تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور منکرین ختم نبوت کا تاریخی پس منظر:**

۸۰ صفحات کا یہ کتابچہ مولانا زاہد الراشدی کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے مولانا زاہد الراشدی پاکستان کے علمی، مذہبی اور سیاسی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اُن کا قلم بہت ہی شستہ اور سلیس ہے۔ مولانا نے ان مضامین میں قدرے تفصیل کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کرنے والے گروہوں کا تذکرہ کیا ہے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق جس کی قادیانی مغربی دُنیا میں آڑ لیکر اپنا کام چلا رہے ہیں۔ مولانا نے اپنے اسلوب میں اِس جعل سازی کو بے نقاب کیا ہے۔ آخری حصے میں مرزا طاہر احمد کے نام مولانا کا کُھلا خط بہت خاصے کی چیز ہے۔ یہ کتابچہ خاص طور پر قادیانیت کے خلاف اور عمومی طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والے اصحاب کو اپنے مطالعہ میں رکھنا چاہیے یقیناً اِس کی اشاعت اِس محاذ پر کام کرنے والے دوستوں کے لیے بہت فائدہ مند ہوگی۔ قاری جمیل الرحمٰن اختر اِس کتابچے کے مرتب ہیں۔ پاکستان شریعت کونسل کی پرنٹ لائن سے شائع ہونے والا یہ کتابچہ جامع مسجد امام اہلسنت والجماعت۔ 285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ رابطہ نمبر: 0300-9496702　　**تبصرہ: (عابد مسعود ڈوگر)**

ادارہ

اخبارالاحرار

ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مرکزی امیر، عبداللطیف خالد چیمہ ناظم اعلیٰ اور میاں محمد اویس ناظم نشر واشاعت منتخب کر لیے گئے

چناب نگر (۴؍جون ۲۰۱۱ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی انتخابات میں آئندہ چار سال کے لیے سید عطاء المہیمن بخاری کو امیر، عبداللطیف خالد چیمہ کو سیکرٹری جنرل اور میاں محمد اویس کو ناظم نشریات منتخب کر لیا گیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کی جدید تنظیم سازی کے بعد پچاس ارکان پر مشتمل نئی تشکیل پانے والی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جامع مسجد احرار چناب نگر میں مرکزی ناظم انتخاب مولانا محمد مغیرہ کی نگرانی میں منعقد ہوا جس میں امیر مرکزیہ کے لیے ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، مرکزی جنرل سیکرٹری کے لیے جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور مرکزی سیکرٹری اطلاعات کے لیے میاں محمد اویس کو متفقہ طور پر منتخب کر لیا گیا۔ پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری اور ملک محمد یوسف احرار (لاہور) کو نائب امراء۔ مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار اور ڈاکٹر محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کو سیکرٹری جنرل کے نائبین۔ حافظ محمد عابد مسعود اور یاسر عبدالقیوم (لاہور) کو سیکرٹری اطلاعات کے نائبین نامزد کیا گیا۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جماعت کے دستور میں بعض جزوی ترامیم کی منظوری دی گئی اور مزید ترمیمات کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اجلاس میں امریکی تسلط اور بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور حکمرانوں اور سیاستدانوں سے کہا گیا کہ وہ ہمت کر کے امریکی خوف اور امریکی دباؤ سے باہر نکلیں اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال بہتر بنائے اجلاس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ چناب نگر (ربوہ) کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ ختم کرایا جائے اجلاس میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو ہر سطح پر منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور وفاق المدارس الاحرار کے نیٹ ورک کو مضبوط بنانے کے لئے بھی فیصلے کئے گئے۔ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ دارالمبلغین کو از سر نو منظم کیا جائے گا اور ملک بھر میں ردِ قادیانیت کورسز کرائے جائیں گے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس پچنند:

(۲۶ رمئی ۲۰۱۱ء) تلہ گنگ کے موضع پچنند میں جہاں کے تقریباً تین درجن افراد قادیانی ہیں۔ وہاں پر تحفظ ختم نبوت کا کام زور وشور سے جاری ہے۔ جس کی اوّلین بنیاد ۱۹۶۹ء میں ابن امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی تھی اور پچنند میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کر کے قادیانیت کے کفر کو بے نقاب کیا تھا۔ گزشتہ چند ماہ سے وہاں مجلس احرار اسلام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر مسلسل مساعی جاری رکھی ہوئی

ہیں۔ اِس سلسلہ میں وہاں رکاوٹیں بھی کھڑی کی گئیں، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے مجلس احرار اسلام اب تنہا نہیں ہے، بلکہ دیگر جماعتوں بالخصوص مجلس تحفظ ختم نبوت کے اشتراک سے وہاں ختم نبوت کے مقدس مشن کا کام بہت پھیل چکا ہے ۔۲۶ رمئی ۲۰۱۱ء کو پچنند میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک بہت بڑی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی ۔ جس کے انعقاد کے لیے مولانا عبید الرحمٰن انور، مولانا عبدالرحمٰن عثمانی، مولانا تنویر الحسن احرار اور دیگر تمام علمائے کرام نے بہت محنت کی ۔ کانفرنس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا، مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم شعبۂ تبلیغ مولانا محمد مغیرہ ، جماعت اسلامی پنجاب کے رہنما مولانا جاوید قصوری اور دیگر نامور مقررین نے خطاب فرمایا۔ جبکہ ممتاز سماجی شخصیت حافظ عمار یاسر اور مسلم لیگ ن کے رکن قومی اسمبلی سردار ممتاز خان ٹمن نے بھی خصوصی شرکت کی۔

اِس کانفرنس میں ایک بہت بڑی کامیابی یہ رونما ہوئی کہ کانفرنس کے دوران ایک قادیانی نوجوان محمد اکمل نے قادیانیت سے تائب ہونے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ یاد رہے کہ یہ نومسلم نوجوان مقامی قادیانی ماسٹر شاہ ولی کا لڑکا ہے ۔۱۹۶۹ء میں حضرت سیّد عطاء المحسن بخاریؒ پر اسی ماسٹر شاہ ولی نے دورانِ تقریر پستول تان لیا تھا۔ جس پر حضرت شاہ جی نے گریبان کھول کر فرمایا تھا کہ ڈرتے کیوں ہو؟ گولی مارو۔ اگر میں ختم نبوت کے مقدس مشن کی خاطر مر جاؤں تو اِس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا سعادت وخوش نصیبی کی بات ہوسکتی ہے۔ یہ سن کر ماسٹر شاہ ولی پر کپکپی طاری ہوگئی اور اُس کے ہاتھ سے پستول گر گیا۔ اللہ نے اُسی کے بیٹے کو اَب ختم نبوت کانفرنس کے ہزاروں شرکاء کے سامنے مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت بخشی ۔ کانفرنس کی کامیابی پر مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں نے علاقہ بھر کے مسلمانوں اور منتظمین کو مبارک باد پیش کی ہے۔

حکومت چناب نگر میں تھانے کی زمین اور دیگر سرکاری اراضی پر قادیانیوں کے ناجائز قبضے ختم کرائے

لاہور (۸ رجون ۲۰۱۱ء) مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے کہا ہے کہ چناب نگر (ربوہ) کی انتظامیہ ناجائز تجاوزات کے مسئلہ پر قانون کی عمل داری کو یقینی بنائے اور تھانہ چناب نگر کے سامنے کئی کنال قیمتی اراضی قادیانیوں سے واگزار کروائے ورنہ دینی جماعتیں راست اقدام کریں گی اور تمام تر ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مشترکہ بیان میں چناب نگر میں ناکہ بندیوں، سرکاری اراضی پر بے دریغ قبضے، مسلمانوں اور مسلم اداروں کو پریشان کرنے جیسی صورتحال پر گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ صوبائی حکومت کی صوبے بھر میں ناجائز تجاوزات کے خلاف عملی مہم جاری ہے جبکہ ربوہ میں قادیانیوں کو جو پہلے ہی سیکڑوں ایکٹر اراضی پر ناجائز قابض ہیں کو ڈی سی او چنیوٹ اور سرکاری انتظامیہ مزید اراضی پر قبضے کروا رہی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ پولیس اسٹیشن چناب نگر کے سامنے تقریباً 4 کنال سرکاری اراضی پر قادیانیوں کا گزشتہ دنوں قبضہ کروا کر اس قبضے کو پولیس کے ذریعے تحفظ فراہم کیا جارہا ہے جس سے نہ صرف گرد و نواح بلکہ ملک بھر کے دینی حلقوں میں تشویش بڑھی ہے اور اس سے کشیدگی بڑھنے کا اندیشہ بتدریج بڑھتا جارہا ہے انہوں نے صوبائی اور ضلعی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ صورتحال کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور ڈی سی او چنیوٹ سمیت متعلقہ سرکاری افسران کے خلاف کارروائی کرے جو قادیانیوں کے قبضوں میں پوری طرح معاون ہے۔ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے

والی جماعتوں نے صلاح مشورے شروع کر دیئے ہیں اور جامع مسجد احرار چناب نگر میں تحریک ختمِ نبوت کے رہنماؤں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی اور مولانا محمد مغیرہ اور دیگر رہنماؤں نے اپنے مشترکہ اجلاس میں چناب نگر کی حالیہ صورت حال کا جائزہ لیا اور اہم فیصلے کیے۔

قانونِ توہینِ رسالت کے خلاف شیری رحمٰن رپورٹ بیرونی امداد کا حق الخدمت ہے

لاہور (۱۰؍ جون) متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے سابق وزیر اطلاعات شیری رحمٰن کی این جی او جناح انسٹی ٹیوٹ کی قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور 295۔سی کے خلاف رپورٹ کو مسترد کرتے ہوئے اسے بیرونی امداد کا حق الخدمت اور سیکولر انتہائی پسندی سے تعبیر کیا ہے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر محمد الیاس چنیوٹی، جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، تنظیم اسلامی پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مرزا محمد ایوب بیگ اور دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ شیری رحمٰن جناح انسٹی ٹیوٹ کے نام پر مسلمانوں کی دل آزاری کر رہی ہیں قائد اعظم نے تو قرآن اور اسلام کو ملک کے دستور کی بنیاد قرار دیا تھا۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ گزشتہ مہینوں میں تحریک ناموس رسالت کی بے مثال کامیابی اسلام اور وطن دشمن عناصر کو برداشت نہیں ہو رہی، انہوں نے کہا کہ قرآنی والہامی قوانین کے سامنے ہر قانون اور رائے ہیچ ہے انہوں نے سوال کیا کہ شیری رحمٰن اور کفر ارتداد کی مدد سے پلنے والی ان کی خوشنما این جی او محسن انسانیت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کر کے کون سی انسانیت کی خدمت کرنا چاہتی ہے انہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر قانون بابر اعوان نے اس مسئلہ پر سمری تیار کی اور وزیر اعظم نے جس کی منظوری دی وہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اور قانون اور آئین کی رو سے اس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی کو جرم قرار دیا گیا ہے انہوں نے ایشین ہیومن رائٹس کمیشن سمیت انسانی حقوق کی دیگر سرگرم تنظیموں سے درخواست کی کہ وہ اپنی رپورٹس کی غیر جانبداری کو یقینی بنائیں اور قادیانیوں کی طرف سے چناب نگر میں مسلمانوں اور مسلم اداروں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں کا نوٹس بھی لیں۔ انہوں نے اس طرف توجہ مبذول کرائی کہ پنجاب حکومت ناجائز تجاوزات کے خلاف مہم چلا رہی ہے جبکہ چناب نگر میں قادیانی سرکاری اراضی پر قبضہ کئے جا رہے ہیں خالد چیمہ نے انسانی حقوق کی تنظیموں اور میڈیا کے اس رویے کی بھی نشاندہی کی کہ ۱۵؍ مارچ کو چناب نگر میں ایک اخبار کے مقامی رپورٹر رانا ابرار حسین چاند کو قادیانیوں نے اس لئے قتل کر دیا کہ وہ قادیانی دہشت گردی کو رپورٹ کرتے تھے لیکن انسانی حقوق کی تنظیموں اور میڈیا نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔

☆......☆......☆

لاہور (۱۶؍ جون) متحدہ تحریک ختم نبوت پاکستان کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے ربوہ کی تازہ ترین صورتحال کے حوالے سے کہا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد جو زمین انجمن احمدیہ کو لیز پر دی گئی وہ 1034 ایکڑ تھی اور قادیانی 2 ہزار ایکڑ سے زائد رقبے پر قابض ہیں اور مزید رقبوں پر قبضے کروا کر بعض سرکاری افسران ان کی پُشت پر کھڑے ہیں انہوں نے کہا کہ قادیانی 1974ء کی قومی اسمبلی میں پاس ہونے والی آئینی قرار دادِ اقلیت 1984ء کے امتناع قادیانیت

ایکٹ اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کو ماننے سے مسلسل انکاری ہیں اور ان فیصلوں کے خلاف پوری دنیا میں مخالفانہ مہم چلا رہے ہیں چنا ب نگر سے واپسی پر عبداللطیف خالد چیمہ نے ''ایکسپریس'' کو بتایا کہ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق قادیانی مسلم مکاتب فکر کو آپس میں لڑانے کے لئے فرضی ناموں سے خوف ناک لٹریچر شائع کر رہے ہیں اور ایسا مواد بھی چھاپا گیا ہے جس میں درج ہے کہ ''قادیانیوں کو قتل کر دیا جائے'' یہ سب کچھ قادیانی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ہمدردیاں اور اسائلم حاصل کرنے کے لئے حربے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور یہ قادیانیوں کا پرانا وطیرہ ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مرزا مسرور احمد نے ۲۵ مئی کو ایک خفیہ خط کے ذریعے قادیانی ذمہ داران کو ہدایت کی ہے کہ ''سنی، دیوبندی، وھابی اختلافات کو بڑھا کر لڑایا جائے'' انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے کفر پر پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی رائے رکھتے ہیں اسی لئے قادیانی اس قسم کے حربے استعمال کر رہے ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ ربوہ میں ناجائز اسلحے کے ڈپو ہیں اور قادیانی حکمرانوں بعض سیاستدانوں اور علاقائی جاگیرداروں اور درجہ بدرجہ افسران کو اپروچ کر کے ربوہ میں ریاست کے اندر اسرائیل کی طرز پر اپنی ریاست متوازی عدالتی سسٹم اور قبضے کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تا کہ مسلم آبادکاری نہ ہو سکے اس پر حکومت اور انسانی حقوق کے اداروں کو اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنانا چاہیے ورنہ کشیدگی بڑھے گی اور آنکھیں بند کرنے سے مسائل حل نہ ہوں گے۔

☆......☆......☆

لاہور (۲۰ رجون) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے اے این پی کے رہنما اور خیبر پختون خواہ کے سنیئر صوبائی وزیر بشیر بلور کے اس بیان کہ ''اللہ اکبر کا دور گزر چکا اب سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے'' پر شدید ردِعمل ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ صوبائی وزیر کفریہ کلمات کی وجہ سے بطور رکن اسمبلی اور صوبائی وزیر اپنی اہلیت کھو چکے ہیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اللہ اکبر کا دور ختم نہیں ہُوا نہ ہی ہوسکتا ہے دراصل بشیر بلور اسلام اور سائنس دونوں سے نابلد ہیں اور اپنے ذہنی توازن کو برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکے ہیں، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار اور حافظ محمد عابد مسعود نے کہا ہے کہ آئین اور قانون کی رو سے بشیر بلور اسمبلی کی رُکنیت کے اہل نہیں رہے صوبائی اسمبلی میں اِن کلمات کے خلاف نااہلی کی قرارداد لانا صوبائی اراکین خیبر پختون خواہ کی ذمہ داری ہے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (رپورٹ: شاہد حمید) ۷ رجون کو قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی چیچہ وطنی تشریف لائے اور امیر احرار چیچہ وطنی جناب رضوان الدین احمد صدیقی کی بیٹی کا نکاح پڑھایا احبابِ جماعت نے اُن سے ملاقات کی اگلے روز وہ عازم سفر ہوگئے۔ ۱۰ رجون جمعۃ المبارک کو جامعہ کراچی کے جناب پروفیسر سید خالد جامعی اور جناب پروفیسر عبدالوہاب سوری حافظ محمد عابد مسعود کی دعوت پر چیچہ وطنی تشریف لائے اور دفتر احرار میں احباب سے ''مسلم معاشرے پر مغربی فکر و فلسفہ کے اثرات'' کے حوالے سے بڑی مفید گفتگو کی۔ ۱۱ رجون کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ، محمد ارشد چوھان اور راقم نے چنیوٹ کا سفر کیا اور چناب نگر سے متعلقہ مسائل پر مدنی مسجد چنیوٹ میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن

بخاری مدظلہ العالی کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں شرکت ومشاورت کی ۱۹؍ جون کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے کبیر والا کا سفر کیا اور اہلسنت والجماعت کے زیر اہتمام ''سالانہ شہداء اسلام کانفرنس'' میں شرکت کی جناب قاری محمد قاسم بھی اُن کے ہمراہ تھے کانفرنس میں شرکت سے قبل اِن حضرات نے پُل چاون میں احباب سے ملاقات کی۔ ۲۱؍ جون بعد نماز ظہر سید محمد کفیل بخاری نے دارالعلوم کبیر والا میں اور ۲۲؍ جون کو بعد نماز عشاء عبداللطیف خالد چیمہ نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں طلباء کرام سے ''عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت وضرورت'' کے موضوع پر گفتگو کی اور طلباء کو 9 تا 18 جولائی کو ملتان میں منعقد ہونے والے کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ ۲۴؍ جون کو جناب سید محمد کفیل بخاری چیچہ وطنی تشریف لائے اور ''سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے حوالے سے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم میں نماز جمعۃ المبارک سے قبل اجتماع سے خطاب کیا تحریک طلباء اسلام کے کارکنوں نے اِس پروگرام کے لیے بڑی محنت کی۔ ۲۹؍ جون کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے جماعتی وتنظیمی امور کے لیے لاہور کا سفر کیا اور ۳۰؍ جون کو دفتر مرکزیہ لاہور میں مرکزی شعبۂ نشر واشاعت کو منظّم کرنے کے لیے ایک اجلاس کی صدارت کی اجلاس میں مرکزی ناظم نشریات جناب میاں محمد اویس اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔

توہینِ رسالت کے مجرم عبدالستار کو سزائے موت

(تلہ گنگ، ۱۲؍ جون ۲۰۱۱ء) ڈسٹرکٹ سیشن جج تلہ گنگ نے توہینِ رسالت کے مجرم عبدالستار آف لاڑکانہ کو سزائے موت سنادی۔ مجرم عبدالستار اور اس کے دیگر 8 ساتھی گزشتہ ڈیڑھ سال قبل موبائل فون سے توہینِ خدا اور توہینِ قرآن وسنت پر مبنی میسج بھیج کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچا رہے تھے۔ اس طرح کے گستاخانہ میسج تلہ گنگ کے شہری محمد سعید طور اولد حافظ غلام سرور کو بھی بھیجے گئے، جس نے مجرم عبدالستار کے خلاف تھانہ تلہ گنگ میں درخواست دی۔ مجرم عبدالستار جو اس گروہ کا سرغنہ تھا۔ اسے گرفتار کرلیا گیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک کیس مسلسل سیشن کورٹ میں زیرِ سماعت رہا۔ بالآخر ۱۲؍ جون ۲۰۱۱ء بروز منگل کو عدالت نے مجرم عبدالستار کو سزائے موت کا حکم سنادیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد عمر فاروق، مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے امیر ملک محمد صدیق، رکن مرکزی مجلس شوریٰ مولانا تنویر الحسن اور مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے ناظم عبدالرزاق امجد نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ سیشن کورٹ تلہ گنگ کا توہینِ رسالت کے مرتکب مجرم کو سزائے موت کا حکم سنانا تاریخی اقدام ہے۔ اس منصفانہ فیصلہ کی بدولت دیگر تمام شاتمانِ رسول کو بھی عبرت حاصل ہوگی۔ احرار رہنماؤں نے کیس کے مدعی محمد سعید طورا، تحریک سیرت خاتم الانبیاء کے ذمہ داران حافظ شرجیل ملک، محمد ظاہر، محمد اشرف اور دیگر تمام کارکنان کو مبارکباد پیش کی۔ جنھوں نے کیس کے دوران انتھک محنت کی۔ دریں اثناء احرار رہنماؤں نے امید ظاہر کی ہے کہ گستاخِ رسول کے ایک دوسرے مرتکب اور نبوت کے جھوٹے دعویدار صوفی اسحٰق کو بھی اسی طرح کیفر کردار تک پہنچا کر حرمت رسول کا تحفظ اور مسلمانوں کے جذبات کا احترام کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

(تلہ گنگ، ۲۲؍ جون ۲۰۱۱ء) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد عمر فاروق نے حلقہ این

اے 60 کے قومی اسمبلی کے رکن اور کالم نگار ایاز امیر کے شراب پر پابندی کے قانون کو ختم کرنے کے حق میں لکھے گئے کالم پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایاز امیر نے پاکستانی قانون پر تنقید کرتے ہوئے دراصل قرآنی احکامات کی توہین کا ارتکاب کیا ہے، کیونکہ شراب پر پابندی کا قانون انسانوں کا بنایا ہوا قانون نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ انہوں نے کہ لادین عناصر نے حکومت کی ناقص پالیسیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قرآن وحدیث کے واضح، اٹل اور حتمی احکامات وفرامین کو اپنے خبث باطن کے اظہار کا نشانہ بنالیا ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر فاروق نے کہ ایاز امیر جیسے سیکولر اور لبرل سیاستدانوں اور صحافیوں کو لگام نہ دی گئی تو پاکستان میں اشتعال کے پھیلنے اور کشیدگی کی شدید ترین لہر اُٹھنے کا قوی اندیشہ ہے۔ انہوں نے ایاز امیر سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اس مذموم کالم پر اللہ سے معافی مانگیں۔ بصورت دیگر الیکشن کمیشن ایاز امیر کی قومی اسمبلی کی رکنیت ختم کردے۔ کیونکہ انہوں نے اسمبلی کے رکن کے لیے بنیادی اسلامی شرائط سے انحراف کیا ہے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مسلمان ووٹروں کے نمائندہ ہونے کا حق کھودیا ہے۔ مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ تلہ گنگ کے خطیب مولانا تنویرالحسن نے کہا کہ شراب پر پابندی کا حکم اللہ تعالیٰ کے احکام اور قرآن وحدیث کے فرامین کا نتیجہ ہے جس کے خلاف زبان وقلم کا استعمال احکام الٰہی کی توہین ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی توہین ایاز امیر کا پرانا وتیرہ ہے۔ وہ ماضی قریب میں اسلامی شعائر کی خلاف ورزی کے علاوہ قانون توہین رسالت اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی کھلم کھلا حمایت کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بنتے رہے ہیں۔ ان کی سرگرمیاں کسی مذہبی اشتعال اور نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔

ڈاکٹر سید خالد جامعی اور پروفیسر عبدالوہاب سوری کا دفتر احرار لاہور میں خطاب

(لاہور، ۱۱ر جون ۲۰۱۱ء) ممتاز دانشور اور محقق، شعبہ تحقیق وتصنیف کراچی یونیورسٹی کے سربراہ اور ماہنامہ ''ساحل'' کے مدیر ڈاکٹر سید خالد جامعی اور جامعہ کراچی میں فلسفہ کے استاد پروفیسر عبدالوہاب سوری ۱۱ر جون ۲۰۱۱ء کو لاہور تشریف لائے اور بعد نمازِ مغرب دفتر احرار میں ایک علمی نشست سے خطاب کیا۔ پروفیسر عبدالوہاب سوری نے ''یورپ کے تصورِ آزادی اور مسلم معاشرے پر اس کے اثرات'' کے موضوع پر نہایت علمی گفتگو فرمائی جب کہ ڈاکٹر سید خالد جامعی نے ''مغربی فکر وفلسفہ اور اس کے اہداف'' کے عنوان پر نہایت مدلل اور تحقیقی لیکچر دیا۔ دونوں حضرات نے سامعین کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ تقریب کی صدارت بزرگ احرار رہنما چودھری محمد اکرام نے کی جب کہ نقابت کی ذمہ داری سید محمد کفیل بخاری نے انجام دی۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشریات میاں محمد اویس نے تقریب کے تمام انتظامات اپنی نگرانی میں کیے۔ تقریب دو گھنٹے تک جاری رہی۔ لاہور کے علمی حلقوں سے تعلق رکھنے والے بزرگوں، نوجوانوں، مدرسہ وکالج اور یونیورسٹی کے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

سید محمد کفیل بخاری کا سالانہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کانفرنس سے خطاب

(قصور، ۶ر جون ۲۰۱۱ء) مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ چھٹے خلیفۂ راشد، جماعت صحابہ کے ایک جلیل القدر فردِ فرید، کاتبِ وحی، اسلامی بحری فوج کے بانی اور عظیم فاتح ہیں۔ انھوں نے پینسٹھ لاکھ مربع میل پر اسلام کی حکومت قائم کی، اپنے دور کی سپر پاور سلطنت روم کو بحر وبر میں عبرت

ناک شکست دی اور مثالی اسلامی فلاحی ریاست قائم کی۔ وہ مجلس احرار اسلام قصور کے زیر اہتمام مبارک مسجد میں سالانہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کانفرنس سے خطاب کررہے تھے۔ کانفرنس کا انتظام مجلس احرار اسلام قصور کے رہنماؤں مولانا محمد طفیل رشیدی، مولانا محمد سفیان، جناب اللہ دتہ مجاہد اور دیگر احرار کارکنوں نے کیا۔ مبارک مسجد کے امام مولانا قاری حبیب اللہ نے سرپرستی فرمائی، جناب حافظ سید محمد یحییٰ ہمدانی اور سید مطیع الرحمٰن ہمدانی نے میزبانی کی۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت جناب میاں محمد اویس بھی سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ تھے۔ احرار رہنما قصور پہنچے تو کارکنوں نے ان کا استقبال کیا۔

☆......☆......☆

بورے والا (۲۲؍جون) گگومنڈی کے چک نمبر 245ای بی اور 363ای بی میں قادیانیوں کی تبلیغی اور اِرتدادی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر آئندہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے دینی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر گگومنڈی کے ایک دینی ادارے میں منعقد ہوا احرار کے مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ کی ہدائت پر بورے والا جماعت کے ذمہ داران صوفی عبدالشکور اور محمد نوید طاہر نے اس اجلاس میں شرکت کی اجلاس کے بعد ایس ایچ او تھانہ گگومنڈی ضلع وہاڑی کو مذکورہ دیہاتوں میں امتناع قادیانیت ایکٹ کی مسلسل خلاف ورزی کے حوالے سے ایک درخواست پیش کی گئی۔ ایس ایچ او تھانہ گگومنڈی نے درخواست وصول کرکے قانونی کارروائی کرنے کی بجائے درخواست پیش کرنے والے حضرات کو دھمکایا اور انتہائی افسوس ناک اور توہین آمیز رویہ اپناتے ہوئے قادیانیوں کی مکمل جانبداری کا ثبوت دیا جبکہ ایس ایچ او کے اس رویے کے خلاف DPO ضلع وہاڑی کو ایک تحریری درخواست میں صورتحال سے آگاہ کیا گیا ہے مجلس احرارِاسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں نے انتباہ کیا ہے کہ متعلقہ حکام صورتحال کی سنگینی کا فوری نوٹس لیں اور امتناع قادیانیت ایکٹ کی روشنی میں قادیانیوں کی اِرتدادی سرگرمیوں کو بند کرائیں بعد ازاں 29 جون کو گگو منڈی میں ایک مشترکہ احتجاجی اجتماع بھی منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے شرکت و خطاب کیا۔

مجلس احرار اسلام کی پچنند میں عظیم فتح

پچنند (۲۶؍جون ۲۰۱۱ء) پچنند ضلع چکوال میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور ارتدادی سرگرمیوں میں اضافے کے بعد مجلس احرار اسلام کے کارکنوں کی سعی مسلسل کے سبب تمام ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے مالکان، ڈرائیورز، کنڈیکٹرز نے قادیانیوں کو گاڑیاں کرایہ پر دینے اور ان کو اپنی گاڑیوں پر سوار کرنے کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔

اڈا منیجر استاد الیاس صاحب، انکل گلاب خان، امنال برادری، سانول جی اور دیگر ٹرانسپورٹ کمپنیوں نے یہ اعلان کیا کہ منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف اپنی بساط کے مطابق مجلس احرار اسلام سے ہمہ قسم کے تعاون کا اعلان کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ختمِ نبوت کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ اور بنیادی فرض ہے۔ ہم اس مشن کی خاطر اپنے مال و جان کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

مجلس احرار اسلام اور تحریک ختمِ نبوت تلہ گنگ کے رہنماؤں ملک محمد صدیق، مولانا تنویر الحسن، ڈاکٹر محمد عمر

فاروق اور پچنند کے فعال ومجاہد احرار کارکن محمد امتیاز نے اپنے مشترکہ بیان میں قادیانیوں کو خبر دار کیا ہے کہ وہ اپنی روایتی غنڈہ گردی اور کفروارتداد کی تبلیغ سے باز آجائیں۔ پچنند مسلمانوں کا علاقہ ہے، قادیانی بطور غیر مسلم اقلیت کے وہاں رہ سکتے ہیں۔ وہ اپنے اقلیتی حقوق سے تجاوز نہ کریں......ورنہ اُن کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا جائے گا۔

انتخاب: مجلس احرار اسلام گجرات

(گجرات،۳؍جون) مجلس احرارِ اسلام گجرات کے کارکنوں کا انتخابی اجلاس حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر آئندہ تین سال کے لیے درج ذیل عہدیدار منتخب کیے گئے۔

امیر: حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی　　نائب امیر: مولانا محمد عابد

ناظم: مولانا احسان اللہ　　ناظم نشرواشاعت: حافظ محمد کاظم اشرف

اجلاس میں ضلع گجرات میں رکنیت سازی، مستقبل میں جماعت کی ترقی وتوسیع اور محاسبۂ قادیانیت کے حوالے سے کام کی منصوبہ بندی کی گئی جب کہ سابقہ کارگردگی کا جائزہ بھی لیا گیا۔ ارکانِ اجلاس نے عہد کیا کہ وہ محنت واخلاص کے ساتھ مجلس احرار کو ضلع بھر میں متعارف کرائیں گے اور ایک مضبوط جماعت بنادیں گے۔

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء وطالبات نیز تمام خواتین وحضرات کے لیے

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد ونظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم وپیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں ● ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- ایس ایم ایس کے ذریعے اپنا نام وپتہ بھیج کر داخلہ لے سکتے ہیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

داخلہ جاری ہے

رابطہ دفتر مجلس احرار اسلام مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)
0300-5780390,0300-4716780

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہٗ کے جواں سال پوتے کا انتقال:**

حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہٗ کے پوتے اور برادرم داؤد احمد کے اکلوتے جواں سال فرزند انظر داؤد ۱۰ / جون ۲۰۱۱ء کو ٹریفک کے ایک حادثہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگرچہ حضرت شیخ الحدیث کو پیرانہ سالی اور علالت ومعذوری میں شدید صدمہ پیش آیا ہے۔ لیکن انھوں نے اس گہرے غم کو جس حوصلے اور صبر کے ساتھ برداشت کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل وکرم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی برکت ہے۔ برادرم داؤد احمد کو بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ صبر جمیل کی نعمت سے نوازیں اور آخرت میں اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔ انظر مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔

قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، مدیر نقیب سید محمد کفیل بخاری، حافظ سید عطاء المنان بخاری نے حضرت مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم اور مولانا میمون احمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہارِ تعزیت کیا۔ برادران عزیز داؤد احمد اور مولانا محفوظ احمد جالندھری سے فون پر تعزیت اور مرحوم کے لیے دعاءِ مغفرت کی۔

● **میاں محمد سعید مرحوم:** مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر جناب محمد اشرف، میاں محمد امجد حسین اور ارشد حسین جوان بھائی میاں محمد سعید گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔

● **محمد حامد مرحوم:** مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن حافظ عبدالخالق لدھیانوی رحمہ اللہ کے بیٹے اور محمد ابراہیم لدھیانوی رحمہ اللہ کے نواسے، حافظ محمد خالد اور حافظ محمد عابد کے بڑے بھائی محمد حامد مرحوم۔ انتقال: ۸/ جون ۲۰۱۱ء ملتان۔

● **ہمشیرہ مرحومہ، چچا مرحوم حافظ محمد اشرف:** مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے ناظم جناب حافظ محمد اشرف کی ہمشیرہ مرحومہ اور چچا جناب فتح محمد مرحوم۔ انتقال: ۷/ جون ۲۰۱۱ء رحیم یار خان

● **جناب محمد حنیف مرحوم:** مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار چناب نگر کے منتظم وخادم حافظ محمد علی صاحب کے سسر جناب محمد حنیف مرحوم۔ انتقال: ۴/ جون ۲۰۱۱ء

● **محمد زکریا قریشی مرحوم:** مجلس احرار اسلام چناب نگر کے سرپرست جناب محمد زکریا قریشی مرحوم انتہائی مخلص اور سرگرم کارکن تھے۔ خطیبِ احرار مولانا محمد مغیرہ کے دستِ راست اور جماعت کے لیے ہر وقت متفکر رہنے والے قیمتی ساتھی تھے۔ انتقال: جون ۲۰۱۱ء چناب نگر

● **والدہ مرحومہ اللہ نواز صاحب:** ملتان میں ہمارے کرم فرما اور جماعت کے قدیم ہمدرد و معاون جناب اللہ نواز کی والدہ مرحومہ، انتقال: جون ۲۰۱۱ء

● **والدہ مرحومہ مولانا عبداللہ خادم:** بزمِ فکر اسلاف کے صدر اور ملتان میں ہمارے کرم فرما مولانا محمد عبداللہ خادم کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

● **جناب چودھری محمد علی مرحوم:** ملتان میں ہمارے رفیقِ فکر اور مخلص دوست جناب محمد جاوید صاحب کے والد ماجد جناب چودھری محمد علی مرحوم، انتقال: ۲۳ / جون ۲۰۱۱ء

● **جناب محمود احمد خالد مرحوم:** ملتان میں ہمارے دیرینہ محسن جناب میجر (ر) محمد سعید (پرنسپل الخیر پبلک سکول) کے بھائی جناب محمود احمد خالد گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔

● ناظم نشریات احرار چیچہ وطنی قاضی عبدالقدیر کی دادی اور دفتر احرار لاہور کے سابق ناظم مولوی محمد سلیمان کی نانی ملتان میں انتقال کر گئیں۔

● محترم قاضی بشیر احمد (چیچہ وطنی) کے ماموں قاضی فاروق احمد ساہی وال میں انتقال کر گئے۔

احباب و قارئین سے تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت و ایصالِ ثواب کے اہتمام کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

دعائے صحت

● مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالہ سے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن جناب عبدالرحمٰن جامی نقشبندی شدید علیل ہیں۔

● مجلس احرار اسلام رحیم یار خان سے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حافظ عبدالرحیم نیاز کی اہلیہ محترمہ شدید علیل ہی۔

● مجلس احرار اسلام خان پور کے امیر جناب چودھری عبدالجبار صاحب علیل ہیں۔

احباب و قارئین سے دعاء صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

محاضراتِ ختم نبوت

ختم نبوت کورس

دس روزہ
سالانہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان / 09 تا 18 جولائی 2011ء

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
حضرت پیر جی
سیدِ عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

معروف دانشور اور محقق
مولانا ڈاکٹر
سید خالد جامعی
(سربراہ شعبہ تحقیق و تصنیف، کراچی یونیورسٹی)

جناب
عبد اللطیف خالد چیمہ
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

قاطعِ قادیانیت
مولانا مشتاق احمد چنیوٹی
مرکز دعوت والارشاد چنیوٹ

مناظر ختم نبوت
مولانا محمد مغیرہ مدظلہ
خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر

سید محمد کفیل بخاری
نائب سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

ممتاز سکالر
حافظ
عابد مسعود صاحب
دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی

مبلغ ختم نبوت
مولانا تنویر الحسن
مرکز احرار تلہ گنگ (چکوال)

عنوانات

1- عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی
2- حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
3- انکار ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
4- ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقۂ کار
5- آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
6- احرار اور محاسبۂ قادیانیت
7- تعارف وتاریخ مجلس احرار اسلام
8- اسلام، مغرب اور انسانی حقوق

- دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء، دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
- سادہ کاغذ پر درخواست مع فوٹو سٹیٹ شناختی کارڈ
- رہائش وخوراک کا انتظام ادارے کے ذمہ ہوگا۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- سو فیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات دیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

نوٹ:
سکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کے لیے
خصوصی نشست کا اہتمام (مغرب تا عشاء)

تحریک تحفظِ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان

061 - 4511961
0300-6326621
0300-6385277

روح افزا اور کیا چاہیے!
SHARBAT
ROOH AFZA
Blitz DDB
ہمدرد

CARE کئیر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore